عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مدیر

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۲۲ تا ۲۸/شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ مطابق ۸ تا ۱۴/اکتوبر ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۴۰

عالمِ انسانیت کا نجات دہندہ

روزہ کی حکمت اور رمضان کے فضائل

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

بغض و کینہ کے بُرے نتائج

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

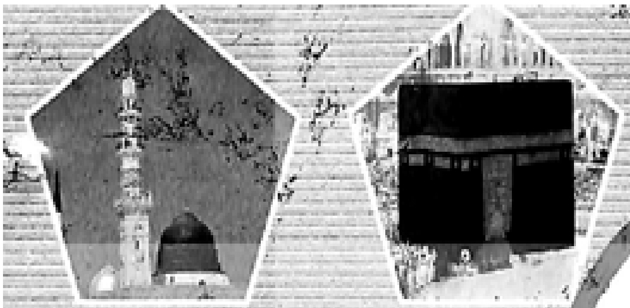

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

کیا گوتم بدھ کو پیغمبروں میں شمار کر سکتے ہیں؟

س:...... اعلیٰ تعلیم یافتہ جدید ذہن کے لوگ گوتم بدھ کو بھی پیغمبروں میں شمار کرتے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

ج:...... قرآن و حدیث میں کہیں اس کا ذکر نہیں آیا۔ اس لئے ہم قطعیت کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔

شرعی حکم یہ ہے کہ جن انبیائے کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی قرآن کریم میں ذکر کئے گئے ہیں ان پر تو تفصیلاً قطعی ایمان رکھنا ضروری ہے اور باقی حضرات پر اجمالاً ایمان رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے بندوں کی ہدایت کے لئے جتنے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا' خواہ ان کا تعلق کسی خطہ ارضی سے ہو' اور خواہ وہ کسی زمانے میں ہوئے ہوں' ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

کسی نبی یا ولی کو وسیلہ بنانا کیسا ہے:

س:...... قرآن شریف میں صاف صاف آیا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہے مجھ سے مانگو' لیکن پھر بھی یہ وسیلہ بنانا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

ج:...... وسیلہ کی پوری تفصیل اور اس کی صورتیں میری کتاب "اختلاف امت اور صراط مستقیم" حصہ اوّل میں ملاحظہ فرمالیں۔ بزرگوں کو مخاطب کرکے ان سے مانگنا تو شرک ہے' مگر خدا سے مانگنا اور کہنا کہ: یا اللہ! بطفیل اپنے نیک اور مقبول بندوں کے میری فلاں مراد پوری کردیجئے' یہ شرک نہیں۔

صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۳۷ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا منقول ہے:

"اے اللہ! ہم آپ کے دربار میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ توسل کیا کرتے تھے' پس آپ ہمیں باران رحمت عطا فرماتے تھے' اور (اب) ہم اپنے نبیؐ کے چچا (حضرت عباسؓ) کے ذریعہ توسل کرتے ہیں' تو ہمیں باران رحمت عطا فرما۔"

اس حدیث سے توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور توسل باولیاء اللہ دونوں ثابت ہوئے۔ جس شخص سے توسل کیا جائے اسے بطور شفیع پیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بحق فلاں دعا کرنے کا شرعی حکم:

س:...... بحق فلاں اور بحرمت فلاں دعا کرنا کیسا ہے؟ کیا قرآن و سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟

ج:...... بحق فلاں اور بحرمت فلاں کے ساتھ دعا کرنا بھی توسل ہی کی ایک صورت ہے' اس لئے ان الفاظ سے دعا کرنا جائز اور حضرات مشائخ کا معمول ہے۔ "حصن حصین" اور "الحزب الاعظم" ماثورہ دعاؤں کے مجموعے ہیں' ان میں بعض روایات میں "بحق السائلین علیک' فان للسائل علیک حقا" وغیرہ الفاظ منقول ہیں' جن سے اس کے جواز و استحسان پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ ہماری فقہی کتابوں میں اس کو مکروہ لکھا ہے۔ اس کی توجیہ بھی میں "اختلاف امت اور صراط مستقیم" میں کرچکا ہوں۔

توفیق کی دعا مانگنے کی حقیقت:

س:...... توفیق کی تشریح فرمادیجئے۔ دعاؤں میں اکثر خدا سے دعا کی جاتی ہے کہ اللہ فلاں کام کرنے کی توفیق دے۔ مثال کے طور پر ایک شخص یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے مگر وہ صرف دعا ہی پر اکتفا کرتا ہے اور دوسروں سے یہ کہتا ہے کہ جب مجھے توفیق ہوگی تب میں نماز شروع کروں گا۔ اس سلسلے میں وضاحت فرمادیجئے تاکہ ہمارے بھائیوں کی آنکھوں پر پڑا ہوا توفیق کا پردہ اتر جائے۔

ج:...... توفیق کے معنی ہیں کسی کار خیر کے اسباب من جانب اللہ مہیا ہو جانا' جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تندرستی عطا فرما رکھی ہے اور نماز پڑھنے سے کوئی مانع اس کے لئے موجود نہیں' اس کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتا بلکہ صرف توفیق کی دعا کرتا ہے وہ در حقیقت سچے دل سے دعا نہیں کرتا بلکہ نعوذ باللہ دعا کا مذاق اڑاتا ہے' ورنہ اگر وہ واقعی اخلاص سے دعا کرتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ نماز سے محروم رہتا۔

سرپرست اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۳ شمارہ: ۲۰ ۲۲ تا ۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ مطابق ۸ تا ۱۴/ اکتوبر ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید مظہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد کریم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ		4
عالم انسانیت کا نجات دہندہ	(محمد توحید پرتاپ گڑھی)	6
روزہ کی حکمت اور رمضان کے فضائل	(مولانا محمد منظور نعمانیؒ)	9
امام ابوحنیفہؒ	(ابوشفقت قریشی سہام)	15
عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں	(محمد حسان)	19
بغض و کینہ کے برے نتائج	(مولانا خورشید انور قاسمی)	21
اللہ پر بھروسہ	(ڈاکٹر محمد محبوب الرحمٰن)	24
اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی	(گل فروز)	27

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس: 35, Stockwell Green, London, SW9 9HZ U.K. Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان Hazori Bagh Road, Multan. Ph: 583486-514122 Fax: 542277

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust) Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi. Ph: 7780337 Fax: 7780340

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصاب تعلیم......توہین رسالت اور فحاشی کا ملغوبہ

پاکستان میں فکری بے راہ روی کو عام کرنے‘ قادیانیوں کو مراعات فراہم کر کے ان کے ذریعہ اسلام کو نقصان پہنچانے‘ الحاد و زندقہ پر مشتمل تعلیمات کے ذریعہ نئی نسل کو گمراہ کرنے اور اسلام کی اصل تعلیمات سے عوام کو دور کرنے کے سلسلے مختلف ادوار میں مختلف اقدامات اٹھائے جاتے رہے ہیں اور سرکاری بزرجمہروں اور این جی اوز کے ذریعہ ان اقدامات کو عملی شکل دینے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ ماضی میں سرکاری نصاب تعلیم کے حوالے سے گرما گرم بحث جاری رہی اور علمائے کرام اور عوام الناس نے نصاب تعلیم میں اسلام کی توہین پر مشتمل مواد کو حذف کرنے کا مطالبہ کیا جسے بالآخر حکومت کو تسلیم کرنا پڑا۔ حال ہی میں نیشنل بک فاؤنڈیشن کی شائع کردہ بعض کتابوں کے حوالے سے انتہائی ہولناک انکشافات ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے ملکی اخبارات میں شائع ہونے والی خبر ملاحظہ فرمایئے:

”لاہور (نمائندہ خبریں) تنظیم اساتذہ پنجاب کے عہدیداروں نے انکشاف کیا ہے کہ نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کی طرف سے شائع کی جانے والی آٹھویں کی تاریخ کی کتاب میں ۱۴ مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی تصاویر شائع کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ صحابی رسول عبداللہؓ بن حذیفہ اور ابوذر غفاریؓ کی تصاویر انگریزی کی کتاب میں شائع کی گئی ہیں اور ایک انگریزی نظم میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان‘ زمین اور پانی بنایا اور پھر آرام کرنے چلا گیا۔ یہ تمام کتابیں اس وقت بھی بچوں کو پڑھائی جا رہی ہیں اور نصاب سے ابھی تک یہ چیزیں خارج نہیں کی گئیں۔ یہ بات پنجاب تنظیم کے صدر رانا اصغر علی‘ اکیڈمک ایسوسی ایشن پنجاب یونیورسٹی کے جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مہر نصیر اختر‘ صدر تحریک اساتذہ پنجاب پروفیسر محمد شفیق اور دیگر نے گزشتہ روز ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں کہی۔ رانا اصغر علی نے کہا کہ اردو کی نویں کی کتاب میں حضرت عمرؓ کے متعلق ہرزہ سرائی کی گئی ہے اور حکومت نے صرف اس کو نہ پڑھانے کی ہدایت کی ہے‘ اسے نصاب سے خارج نہیں کیا۔ نویں کی انگریزی کی کتاب میں دو لو اسٹوریاں بھی اب تک موجود ہیں...... انہوں نے کہا کہ اس وقت آغا خان بورڈ کی طرف سے نویں سے لے کر بارہویں جماعت کے طلبہ میں سروے کروایا گیا ہے جس میں سوالات کئے گئے ہیں کہ ایڈز کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ نے ۶ ماہ میں کبھی شراب پی ہے؟ کیا کبھی جنسی تعلق استوار کیا ہے؟ اور کیا آپ نے کبھی گرل فرینڈ یا بوائے فرینڈ رکھا ہے؟ ان سوالات سے نئی نسل کے بچوں کی کیسی تربیت ہوگی۔ ان اقدامات کو امریکی آشیرباد حاصل ہے۔ اور ہم اس حوالے سے بھرپور احتجاج کریں گے کیونکہ یہ فیصلے ہمارے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ پروفیسر مہر سعید اختر نے کہا کہ یہاں نویں اور دسویں کی بیالوجی کی کتابوں میں عورت اور تیسری کی جنرل سائنس کی کتاب میں مرد کے عضو مخصوصہ کی تصاویر دی گئی ہیں جبکہ ایسا امریکہ میں بھی نہیں ہوتا۔ یہ کھلی بے راہ روی ہو رہی ہے جس سے پوری قوم کے اسلامی تشخص کو شدید خطرات لاحق ہیں۔“ (روزنامہ خبریں کراچی ۲۰/ستمبر ۲۰۰۴ء)

اگر اس خبر میں صداقت ہے تو یہ سب کچھ ملک کے ماتھے پر انتہائی بدنما داغ ہے۔ اس خبر میں سب سے زیادہ ہولناک انکشاف یہ کیا گیا ہے کہ نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کی طرف سے شائع کی جانے والی آٹھویں کی تاریخ کی کتاب میں چودہ مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی تصاویر شائع کی گئی ہیں‘ انگریزی کی کتاب میں صحابی رسول حضرت عبداللہؓ بن حذیفہ اور حضرت ابوذر غفاریؓ کی خیالی تصاویر شائع کرنے کے علاوہ اللہ رب العزت کے بارے میں آسمان و زمین کی تخلیق کے بعد آرام کرنے کا غیر اسلامی نظریہ طلباء کے کچے ذہنوں میں ٹھونسنے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے اور اردو کی نویں کتاب میں حضرت عمرؓ کے بارے میں ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ارض و سماء کی تخلیق کے بعد آرام کرنے کا فلسفہ توہین ربوبیت‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی تصاویر شائع کرنا توہین رسالت جبکہ صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں ہرزہ سرائی اور ان کی خیالی تصاویر شائع کرنا توہین صحابہ کے زمرے میں آتا ہے اسی طرح آغا خان بورڈ کی طرف سے نویں سے لے کر بارہویں جماعت کے طلباء و طالبات میں کرائے گئے سروے کے سوالات جن میں ایڈز کے ذرائع شراب نوشی جنسی تعلق استوار کرنے اور گرل فرینڈ یا بوائے فرینڈ رکھنے کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے اور اسی طرح مرد و عورت کے اعضائے مخصوصہ کی تصاویر کی کھلم کھلا اشاعت ملک میں جنسی بے راہ روی و انارکی کو عام کرنے کی سازش ہے۔ غالباً انہی چیزوں کے فروغ اور ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کو روکنے کے لئے حکومت کی جانب سے توہین رسالت کے قانون اور حدود آرڈیننس کو غیر موثر بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ہم یہاں یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں سرکاری نصاب تعلیم کو جن خطوط پر استوار کیا گیا ہے اور جس قسم کی نصابی کتابیں ملک میں شائع ہو رہی ہیں وہ ملک کو انتشار و انارکی کی طرف لے جانے کا باعث بن رہی ہیں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ جس ملک کو نفاذ اسلام اور کلمہ طیبہ کے نعرے کو بنیاد بنا کر حاصل کیا گیا تھا اس میں کھلم کھلا توہین رسالت کا ارتکاب کیا جا رہا ہے اور نصابی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ کوئی قادیانی مر جائے خواہ طبعی موت ہی کیوں نہ مرے یا کسی قادیانی پر اپنے ہی کسی ظلم و زیادتی کی بنا پر کوئی کیس بن جائے تو ساری دنیا میں شور مچ جاتا ہے اور پوری دنیا قادیانیوں کی "بے بسی" پر آٹھ آٹھ آنسو بہانے لگتی ہے لیکن ناموس رسالت پر کوئی حرف آئے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بدبخت گستاخی کر بیٹھے تو ساری دنیا بجائے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرفداری کرنے کے گستاخ رسول کی طرفداری شروع کر دیتی ہے۔ حد تو یہ کہ ہماری حکومت بھی گستاخ رسول ہی کی طرفداری کرتی ہے بلکہ وہ تو ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے قانون کو تبدیل کرنے پر تلی بیٹھی ہے کہ نہ یہ قانون اپنی اصل شکل میں رہے گا اور نہ ملک میں کوئی ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے قانونی چارہ جوئی کر سکے گا۔ ہم حکومت پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مسلم عوام پاکستان میں ناموس رسالتؐ سے متصادم کسی چیز کو برداشت نہیں کریں گے۔ یہاں توہین رسالت پر مشتمل تمام مواد کو خواہ وہ نصابی کتب میں موجود ہو یا کسی اور کتاب یا ویب سائٹ پر اسے فوری طور تلف کروانا حکومت کی آئینی و قانونی ذمہ داری ہے۔ جن نصابی کتب میں توہین ربوبیت توہین رسالت اور توہین صحابہ کا ارتکاب کیا گیا ہے انہیں فی الفور ضبط کر کے تلف کیا جائے اور مستقبل میں ان کتابوں کی اشاعت یا انہیں رکھنے پر پابندی عائد کی جائے اور ان کتب کے مصنف مدیر اور ناشر کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔ اسی طرح آغا خان بورڈ کو پابند کیا جائے کہ وہ آئندہ اس قسم کا کوئی سروے نہ کرائے جس میں طلباء و طالبات سے ان کی ذات کے حوالے سے ایڈز کے ذرائع شراب نوشی جنسی تعلق استوار کرنے اور گرل یا بوائے فرینڈ رکھنے کے بارے میں استفسار کیا جائے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مرد و عورت کے اعضائے مخصوصہ کی تصاویر کی معصوم بچوں کے نصاب میں شمولیت کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے یہ تحقیقات کرائی جائے کہ کن عناصر کے ایما پر اس قسم کی تصاویر شائع کر کے کچے ذہنوں کو مسموم کیا جا رہا ہے اور یورپ کی طرز پر بچوں میں جنسی آوارگی کو عام کیا جا رہا ہے؟ ان عناصر کو قرار واقعی سزا دینا وقت کا تقاضا ہے۔ یاد رکھئے! اگر آج ہم نے اپنی نئی نسل کو عقائد و اعمال اور جنسی بے راہ روی سے دور کرنے کی جد و جہد نہیں کی اور ان کے اذہان کو مسموم ہونے سے نہ روکا تو کل ہماری نئی نسل ظاہری و باطنی بے راہ روی میں یورپ و امریکا کا مقابلہ کرتی بلکہ انہیں شرماتی نظر آئے گی جس کا لازمی نتیجہ ہمارے ظاہری و باطنی زوال کی شکل میں رونما ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے ہماری اور ہماری نئی نسل کی حفاظت فرمائے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی بذریعہ منی آرڈر چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ : خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

عالمِ انسانیت کا نجات دہندہ

محمد توحید پرتاپ گڑھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف لاکر خدا کا سچا فرمان دنیا والوں کو سنایا آپ کا اعلان تھا:

''اے لوگو! ''لا الہ الا اللہ''
کہہ لو' کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔'' (المعجم کبیر)

لیکن وہ ماننے کے بجائے انکار پر بضد ہوگئے' اپنے ہونے کے بجائے پرائے ہوگئے لیکن آپ' اصلاح کے ساتھ ساتھ عقائد کی تطہیر میں مصروف عمل رہے' ان لوگوں کے زنگ آلود ذہنوں کو صیقل کرتے رہے اور حق بات ہر ایک تک پہنچاتے رہے' جس کا بخوبی اندازہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی حقیقت پر مبنی تقریر سے کیا جاسکتا ہے' جس میں جاہلی دور کی اخلاقی حالت کے گھناؤنے پہلوؤں اور غلط عقائد کی گندگیوں کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ کے عقائد کی تطہیر کے سلسلے میں طریقہ کار کو بخوبی اجاگر کیا گیا ہے۔ حضرت جعفر نجاشی کے سامنے بھرے دربار میں ان دیکھی قوت کے ساتھ اٹھ کر کہتے ہیں:

''سن اے بادشاہ! ہم لوگ جاہلیت میں غوطے کھا رہے تھے' ہم پتھر کی تراشی ہوئی مورتیوں کے آگے جھکتے تھے' ہم مردار کھاتے تھے' ہم بے حیائیوں سے لت پت تھے' ہم رشتوں ناتوں کو کاٹتے تھے' ہم اپنے پڑوسیوں کے لئے صرف دکھ اور رنج تھے' زور والے ہمارے کمزوروں کو نگلتے جارہے تھے کہ یکایک ہمارے اللہ نے اپنے پیغمبر کو بھیجا' جس کے نسب کو بھی ہم جانتے ہیں' جس کی سچائی کا' امانت کا' پارسائی کا' ہم سب کو بخوبی تجربہ ہے۔

بادشاہ معظم! اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور حکم کیا کہ ان ساری گندگیوں' ان سارے جھوٹے پتھر کے تراشے ہوئے دیوتاؤں سے ٹوٹ کر جدا ہوجائیں' جن کے ساتھ ہم پہلے لپٹے ہوئے تھے' اس نے ہم پر اصرار کیا ہے کہ جس کی امانت ہو اس کو واپس کردیں' رشتوں اور برادریوں کو جوڑیں' پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک برتیں' اللہ نے جن باتوں سے ٹوکا ہے' جس کے خون سے روکا ہے' ان سے رک جائیں' بے شرمی کے کاموں' بے حیائی کے دھندوں کو چھوڑ دیں' اس نے ہمیں منع کیا ہے کہ بناوٹی باتیں نہ بنائیں' یتیموں کا مال نہ کھائیں' پاکباز عورتوں پر تہمت نہ جوڑیں' تاکید کے ساتھ اس نے ہم کو حکم کیا ہے کہ ہم اللہ ہی کو پوجتے رہیں' کسی کو اس کا ساجھی اور شریک نہ بنائیں' اس نے ہم پر لازم کیا ہے ہم نمازیں پڑھیں' زکوٰۃ ادا کریں اور روزے رکھیں' پس ہم اس پر سچا یقین کرتے ہیں' اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کی باتوں کو مانتے ہیں جو کچھ اللہ کے یہاں سے لایا ہے اس پر ہم چلتے ہیں' اسی لئے ہم صرف اللہ ہی کو پوجتے ہیں اور اس کے ساتھ شریک و سہیم نہیں سمجھتے ہیں' اللہ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے' ہم نے بھی اس کو حرام کیا' جن چیزوں کو اس نے حلال کیا' ہم نے بھی ان کو حلال کیا۔ (البدایہ والنہایہ)

آپ کی زندگی کا نصب العین اخوت و ہمدردی' مساوات و رواداری' مواخات بین المسلمین اور انسانی قدروں کا تحفظ کرنا تھا' جو آپ سے پہلے پامال اور برباد ہوچکی تھیں' جس کا اندازہ واقعہ مذکورہ سے لگایا جاسکتا ہے' اور خود اللہ کے رسول نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقصد بعثت کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے: ''بعثت معلماً'' (مشکوٰۃ) یعنی میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ اللہ کے احکام وفرمان سے باخبر کروں۔

اور دوسری جگہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔'' (کنزالعمال)

یعنی انسانوں کو تمام مراتب شرک' معصیت اور نفسانی آلائشوں سے پاک و صاف کر کے انہیں اخلاق وکردار کے اعلیٰ مقام پر پہنچاؤں' ان کے اندر صفات حمیدہ کی تخم ریزی کروں۔

آپؐ نے قومیت کے امتیازات کو مٹا ڈالا:

آپ کی اصلاح یہ بھی تھی کہ آپؐ نے کالا رنگ ونسل اور قومیت کے امتیاز کو مٹا ڈالا اور دنیا کو یہ تعلیم دی کہ تمام مخلوق انسانی برابر ہیں' چھوٹے بڑے' امیر وغریب' کالے اور گورے اور عربی اور عجمی کی تفریق غلط' فرقوں اور قبیلوں کی تفریق بے معنی ہے' اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''نہ کسی عربی کو عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو عربی پر' نہ کسی گورے کو کالے پر نہ کسی کالے کو گورے پر فضیلت ہے' تم سب کی پیدائش آدم سے ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' (مسند احمد)

فرقوں اور قبیلوں کی تفریق پیشہ و کام کی بنا پر محض شناخت کے لئے تو ہو سکتی ہے' مگر خدا کے نزدیک معزز و برتر وہی شخص ہے جس کے اعمال اچھے ہوں' جو متقی و پرہیزگار ہو' ماں کے پیٹ سے کوئی شریف و رذیل پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ رب العزت نے اسی حقیقت کی طرف اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں خاص طریقے سے رہنمائی فرمائی:

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا' تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرسکو' اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو' اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔''

(سورۂ حجرات' بیان القرآن)

آپؐ نے ہمدردی اور بھائی چارگی کی تعلیم کو عام کیا:

اسی طرح آپؐ نے لوگوں کو اخوت و بھائی چارے' ہمدردی اور غم گساری کی تعلیم دی۔ جس کی وجہ سے دوست اور دشمن شیر وشکر ہوگئے۔ برسوں کی دشمنیاں لمحوں میں ختم ہوگئیں۔ صدیوں کی عداوت پل بھر میں صداقت میں تبدیل ہوگئی۔ آپ کی تعلیم و اصلاح ہی کا نتیجہ تھا کہ جب قریش مکہ ہجرت کر کے مدینہ گئے تو انصار مدینہ نے جو مواخات کا حق ادا کیا اس کی نظیر تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہی نہیں بلکہ عنقاء ہے۔ انہوں نے تمام چیزوں میں حصہ دار بنایا بلکہ ان سب سے بڑھ کر یہ کیا کہ جس انصاری کے پاس دو بیویاں تھیں اس نے اپنے مہاجر بھائی سے یہ کہہ دیا کہ جس بیوی کو تم پسند کرو' میں اس کو طلاق دیدیتا ہوں' طلاق کے بعد آپ اس سے نکاح کرلیں جس کا تذکرہ احادیث میں ملتا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ کوئی انصار اپنے دراہم و دنانیر کا اپنے مہاجر بھائی سے زیادہ اپنے کو مستحق نہیں سمجھتا تھا۔''

(زرقانی بحوالہ سیرت مصطفیٰ)

آپؐ نے دیکھا کہ مہاجرین کے ساتھ اخوت و ہمدردی کرنے والے کون تھے؟ یہ وہی اوس وخزرج کے کسان ہیں' جن کی تلواریں ہمیشہ ایک دوسرے کے خون کی پیاسی رہتی تھیں' ہمیشہ آپس میں برسرپیکار رہا کرتے تھے' ایک دوسرے کی شکل دیکھنا گوارا نہیں تھا' لیکن آپؐ نے انہیں کے اندر ایسی روح پھونک دی جس سے انقلاب آگیا' ان کی کایا پلٹ گئی' ظلم وستم سے باز آگئے' آپس کی رنجشیں ختم ہوگئیں' اب عالم انسانیت میں ان سے بڑھ کر کوئی ہمدرد و غمخوار نہیں رہ گیا تھا' جس کے بارے میں حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ رقم طراز ہیں:

''چنانچہ مہاجرین نے انصار کی اس بے مثال ہمدردی اور ایثار کو دیکھ کر آپؐ سے عرض کیا: یارسول اللہ! جس قوم پر ہم آکر اترے ہیں ان سے بڑھ کر کسی قوم کو ہم نے ہمدرد اور غمگسار' مخلص اور وفا شعار' تنگی اور فراخی ہر حال میں مددگار نہیں دیکھا۔'' (سیرت مصطفیٰ)

آپؐ دنیا میں سب سے بڑے مصلح اور ریفارمر تھے۔ آپؐ مساوات و رواداری کا پیغام لے کر اٹھے' اور آپؐ ہی نے غلامی کے خلاف آواز اٹھائی' وہ غلامی سیاسی ہی نہیں تھی بلکہ انسانوں کے جسم و جان بھی غلام بنالئے جاتے تھے۔ آج جس طرح بھیڑ بکریوں کی خرید وفروخت ہوتی ہے' اسی طرح انسانوں کے جسم وجان بھی غلام بنالئے جاتے تھے' جو شخص ان مظلوموں کو خرید کر لے جاتا اسے ان پر ہر طرح کا حق تھا' ان کے ساتھ چاہے جیسے معاملہ کرے' غرض یہ کہ تمام عالم انسانیت انتہائی پستی وضلالت میں تھی' آپؐ نے دنیا کو یہ ہدایت فرمائی کہ جس

انسان کو تم غلام بنا لیتے ہو وہ تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے اس کو اپنا بھائی سمجھو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ غلام تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے معاون ہیں' جنہیں اللہ نے تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے' لہٰذا جب کسی کے قبضے میں اس کا بھائی آئے تو اپنے کھانے ہی میں سے اسے کھلائے' اپنے لباس میں سے اسے پہنائے' اور تم ان سے اتنا بھاری کام نہ لو جو ان کے بس میں نہ ہو اور اگر ایسا کام لینا ہی ہو تو تم ان کی خود مدد کرو۔'' (بخاری)

آپ کو غلاموں کے حقوق کا کس قدر خیال تھا' اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے:

''انتقال سے قبل آپؐ نے آخری تاکید نماز پڑھنے اور غلاموں کی رعایت رکھنے کی' کی ہے۔'' (ابوداؤد)

آپؐ کی تربیت و اصلاح کی برکت تھی کہ غلاموں نے دنیا کی فرمانروائی کی' سپہ سالاری اور گورنری کا فریضہ انجام دیا' جس کی واضح مثال حضرت اسامہ بن زیدؓ کا واقعہ ہے کہ آپ کے ماتحت بڑے بڑے صحابہ و مہاجرین ہیں' یہ وہی قریش و مہاجرین ہیں جو غلام تو درکنار غیر قریشی کے ساتھ بیٹھنا اپنی ہتک محسوس کرتے تھے' لیکن معلم کامل کی تربیت نے انہیں بھی حضرت اسامہؓ (ایک غلام) کے ماتحت لاکھڑا کیا تھا' خود خلیفہ وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ (جو قریشی تھے) حضرت اسامہؓ کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے اور حضرت اسامہؓ سوار تھے' حضرت اسامہؓ نے فرمایا:

''اے خلیفہ رسول! آپ سوار ہوجائیں یا میں خود سواری سے اتر جاؤں تو خلیفہ برحق نے فرمایا: نہ تم اترو گے نہ میں سوار ہوں گا' کیا میں راہ خدا میں کچھ ہی لمحے بھی اپنے پیروں کو غبار آلود نہیں کرسکتا ہوں' جبکہ مجاہدین کے ایک ایک قدم کے بدلے میں ان کے نامہ اعمال میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سات سو درجات ان کے بلند کئے جاتے ہیں اور سات سو برائیاں ان سے دور کی جاتی ہیں۔'' (الکامل فی التاریخ)

یہ آپؐ ہی کی تعلیم تھی کہ سب کو ایک بلکہ سارے جہاں کو ایک پلیٹ فارم پر لاکھڑا کیا اور آپس کے سارے امتیازات مٹاڈالے یقیناً آپؐ نے اس باب میں بھی عالم انسانیت کی زبردست اصلاح فرمائی۔

آپؐ نے عورتوں کو صحیح مقام عطا کیا:

اگر ہم دوسرے پہلو پر غور کریں تو اس زمانے میں عورتوں کے ساتھ بھی غلاموں جیسا ذلیل وحقیر برتاؤ کیا جاتا تھا' حتیٰ کہ ایک باپ کی بیویاں بھی اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد میں تقسیم ہوجایا کرتی تھیں' اگر کوئی اپنی بیوی کو قتل کردیتا تو اس کے لئے کوئی گرفت و پابندی نہ تھی' مرد اگر نالائق ہو تو عورت کو اس سے علیحدگی کا اختیار نہ تھا' البتہ مرد کو ہروقت اختیار حاصل تھا کہ جب چاہے عورت کا ہاتھ پکڑ کر نکال دے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو اس برائی سے روکنے کے لئے قدم اٹھایا' اسلام نے عورتوں کے حقوق قائم کئے' طلاق کے ساتھ خلع کو بھی جاری کیا' عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا لباس بتلایا' قرآن کریم اسی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے:

''عورتیں مردوں کا اور مرد عورتوں کے لباس ہیں۔'' (سورۂ بقرہ)

عورت کو یہ حق دیا کہ وہ جائز وجوہات کی بنیاد پر اپنے شوہر سے خلع حاصل کرسکتی ہے' شوہر یا باپ کی جائیداد میں بھی اس کا حصہ ہے' ہمارا یہ دعوٰی ہے کہ سوائے اسلام کے دنیا میں کسی دوسرے مذہب نے عورتوں کو یہ حقوق نہیں دیئے' بعد میں جس قوم نے بھی اس طرف قدم اٹھایا وہ اسلام ہی کے اصولوں اور احکام کی روشنی میں' اس کا چاہے وہ اقرار کریں یا نہ کریں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم نسوانیت کو مٹنے سے بچالیا' تباہی و بربادی کے گہرے غار سے ان کو نکالا' رہتی دنیا تک وہ آپؐ کے احسانات کو فراموش نہیں کرسکتی۔

آپؐ نے علمی اجارہ داری کو ختم کیا:

اگر ہم علم کے میدان میں قدم رکھیں تو کسی مذہب نے تعلیم کو اتنا عام نہیں کیا تھا' جتنا کہ اسلام نے تعلیم کو عام کیا' دوسرے تمام مذاہب کے لوگوں نے علم کو ایک گروہ اور ایک طبقے کے اندر ہی محدود کردیا تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجارہ داری کو ختم کردیا' اسلام نے ہر مرد و عورت پر خواہ وہ کسی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں' علم حاصل کرنا فرض کردیا ہے' چاہے اس کے حصول کے لئے کتنی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں اور اس کے لئے کتنا ہی لمبا سفر طے کرنا پڑے۔

آپ نے مدینہ کے اندر صفہ کی یونیورسٹی قائم کی اور خود اس کے پرنسپل بنے' دنیا نے دیکھا کہ اس یونیورسٹی کے فارغ التحصیل دنیا کے

باقی صفحہ 20 پر

ترتیب وتلخیص: خلیل الرحمن سجاد نعمانی

روزے کی حکمت اور رمضان کے فضائل

مولانا محمد منظور نعمانیؒ

روزہ کی حکمت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو روحانیت اور حیوانیت کا یا دوسرے الفاظ میں کہئے کہ ملکوتیت اور بہیمیت کا نسخۂ جامعہ بنایا ہے' اس کی طبیعت اور جبلت میں وہ سارے مادی اور سفلی تقاضے بھی ہیں جو دوسرے حیوانوں میں ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس کی فطرت میں روحانیت اور ملکوتیت کا وہ نورانی جوہر بھی ہے جو ملاء اعلیٰ کی لطیف مخلوق فرشتوں کی خاص دولت ہے۔ انسان کی سعادت کا دارومدار اس پر ہے کہ اس کا یہ روحانی اور ملکوتی عنصر بہیمی اور حیوانی عنصر پر غالب اور حاوی رہے اور اس کو حدود کا پابند رکھے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب کہ بہیمی پہلو روحانی اور ملکوتی پہلو کی فرمانبرداری اور اطاعت شعاری کا عادی ہو جائے اور اس کے مقابلے میں سرکشی نہ کر سکے۔ روزہ کی ریاضت کا خاص مقصد و موضوع یہی ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کی حیوانیت اور بہیمیت کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور ایمانی و روحانی تقاضوں کی تابعداری و فرمانبرداری کا خوگر بنایا جائے' اور چونکہ یہ چیز نبوت اور شریعت کے خاص مقاصد میں سے ہے' اس لئے پہلی تمام شریعتوں میں بھی روزہ کا حکم رہا ہے۔ قرآن کریم میں اس امت کو روزے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔''

بہرحال روزہ چونکہ انسان کی قوت بہیمی کو اس کی ملکوتی اور روحانی قوت کے تابع رکھنے اور اللہ کے احکام کے مقابلہ میں نفس کی خواہشات اور پیٹ اور شہوت کے تقاضوں کو دبانے کی عادت ڈالنے کا خاص ذریعہ اور وسیلہ ہے' اس لئے اگلی امتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا تھا۔ اگرچہ روزوں کی مدت اور بعض دوسرے تفصیلی احکام میں ان امتوں کے خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے کچھ فرق بھی تھا۔ اس آخری امت کے لئے جس کا دور دنیا کے آخری دن تک ہے' سال میں ایک مہینے کے روزے فرض کئے گئے ہیں اور روزے کا وقت طلوع سحر سے غروب آفتاب تک رکھا گیا ہے' اور بلاشبہ یہ مدت اور یہ وقت مذکورہ بالا مقصد کے لئے اس دور کے واسطے مناسب ترین اور نہایت معتدل مدت اور وقت ہے' اس سے کم میں ریاضت اور نفس کی تربیت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا اور اگر اس سے زیادہ رکھا جاتا' مثلاً روزے میں دن کے ساتھ رات بھی شامل کر دی جاتی اور بس سحر کے وقت کھانے پینے کی اجازت ہوتی یا سال میں دو چار مہینے مسلسل روزے رکھنے کا حکم ہوتا تو انسانوں کی اکثریت کے لئے ناقابل برداشت اور صحتوں کے لئے مضر ہوتا۔

بہرحال طلوع سحر سے غروب آفتاب تک کا وقت اور سال میں ایک مہینے کی مدت اس دور کے عام انسانوں کے حالات کے لحاظ سے ریاضت و تربیت کے مقصد کے لئے بالکل مناسب اور معتدل ہے۔ پھر اس کے لئے جو مہینہ مقرر کیا گیا ہے' آیئے ذرا دیکھیں کہ اس کی عظمت و فضیلت کے بارے میں قرآن مجید میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں کیا فرمایا گیا ہے؟

ماہ رمضان کی عظمت:

اس مبارک مہینہ کی سب سے بڑی اور اصولی فضیلت تو یہی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے یعنی یہ کہ اس میں اللہ کا مقدس کلام اور آخری پیغام نازل ہوا' جس نے ہمیشہ کے لئے نجات کی راہ اور حق کے راستہ کو روشن کر دیا اور جس کے ذریعہ لوگوں پر سعادت کے دروازے کھول دیئے گئے: ''شہر رمضان الذین انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان۔''

بہرحال رمضان کا سب سے بڑا شرف یہی ہے کہ خدا کی رحمت کی آخری اور مکمل قسط' نجات و فلاح کا دستور اور حیات ابدی کا قانون بن کر' قرآن کی شکل میں اسی مبارک مہینہ میں نازل کی گئی یعنی اس ماہ مبارک میں اس کا نزول شروع ہوا۔ اب احادیث میں اس مہینہ کی جو اور برکتیں وارد ہوئی ہیں وہ سب

درحقیقت اسی بنیاد پر مبنی ہیں' یعنی ان برکتوں اور فضیلتوں کے ساتھ اس مہینے کو اسی واسطے خاص کیا گیا ہے کہ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔

اور چونکہ قرآن کا نزول براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا اور آپ ہی اس نعمت الٰہی کی پوری طرح قدر پہچاننے والے تھے' اس لئے رمضان کی رحمتوں اور برکتوں کا احساس بھی آپ کو بے حد و حساب ہوتا تھا جس کا کچھ اندازہ آپ کے اس ارشاد سے کیا جاسکتا ہے:

''اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہوجائے۔'' (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن خزیمہ' بیہقی وابوالشیخ)

اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے فضائل اور اس کی خصوصیات کے بیان کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ ذیل میں اس سلسلہ کے آپ کے چند ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔

رمضان کی آمد پر رسول اللہ کا ایک عمومی خطاب:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث کی متعدد کتابوں میں منقول ہے کہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے عمومی طور پر ایک تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا:

''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے' اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے' اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے۔ (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے' اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا' اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا' بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلادے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی' تاآنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں تخفیف اور کمی کردے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔'' (شعب الایمان للبیہقی)

اس خطبہ نبوی کا مطلب و مدعا واضح ہے۔ تاہم اس کے آخر میں یہ جو فرمایا کہ ''رمضان کا ابتدائی حصہ رحمت ہے' درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا وقت ہے'' اس عاجز کے نزدیک اس کی راجح اور دل کو زیادہ لگنے والی توجیہ اور تشریح یہ ہے کہ رمضان کی برکتوں سے مستفید ہونے والے بندے تین طرح کے ہوسکتے ہیں' ایک وہ اصحاب صلاح وتقویٰ جو ہمیشہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام رکھتے ہیں اور جب کبھی ان سے کوئی خطا اور لغزش ہوجاتی ہے تو اسی وقت توبہ واستغفار سے اس کی صفائی اور تلافی کرلیتے ہیں' تو ان بندوں پر تو شروع مہینہ سے ہی بلکہ اس کی پہلی ہی رات سے اللہ کی رحمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے۔ دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو ایسے متقی اور پرہیزگار تو نہیں ہیں لیکن اس لحاظ سے بالکل گئے گزرے بھی نہیں ہیں' تو ایسے لوگ جب

رمضان کے ابتدائی حصے میں روزوں اور دوسرے اعمال خیر اور توبہ واستغفار کے ذریعہ اپنے حال کو بہتر اور اپنے کو رحمت و مغفرت کے لائق بنالیتے ہیں تو درمیانی حصے میں ان کی بھی مغفرت اور معافی کا فیصلہ فرمادیا جاتا ہے' اور تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے نفسوں پر بہت ظلم کرچکے ہیں اور ان کا حال بڑا ابتر رہا ہے' اور اپنی بداعمالیوں سے وہ گویا دوزخ کے پورے پورے مستحق ہوچکے ہیں' وہ بھی جب رمضان کے پہلے اور درمیانی حصے میں عام مسلمانوں کے ساتھ روزے رکھ کے اور توبہ واستغفار کرکے اپنی سیاہ کاریوں کی کچھ صفائی اور تلافی کرلیتے ہیں تو آخیر عشرہ میں (جو دریائے رحمت کے جوش کا عشرہ ہے) اللہ تعالیٰ دوزخ سے ان کی بھی نجات اور رہائی کا فیصلہ فرمادیتا ہے۔ اس تشریح کی بنا پر رمضان المبارک کے ابتدائی حصے کی رحمت' درمیانی حصے کی مغفرت اور آخری حصے میں جہنم سے آزادی کا تعلق بالترتیب امت مسلمہ کے ان مذکورہ بالا تین طبقوں سے ہوگا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں (اور ایک روایت میں بجائے ''ابواب جنت'' کے ''ابواب رحمت'' کا لفظ ہے)۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

استاذ الاساتذہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے جو کچھ تحریر فرمایا ہے' اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صالح اور اطاعت شعار بندے رمضان میں چونکہ طاعات وحسنات میں مشغول و منہمک ہوجاتے ہیں' وہ دنوں کو روزہ رکھ کے ذکر و تلاوت میں گزارتے ہیں اور راتوں کا بڑا حصہ تراویح وتہجد اور دعا واستغفار میں بسر کرتے ہیں اور ان کے انوار و برکات سے متاثر ہوکر عوام مومنین کے قلوب بھی رمضان مبارک میں عبادات اور نیکیوں کی طرف زیادہ راغب اور بہت سے گناہوں سے کنارہ کش ہوجاتے ہیں تو اسلام اور ایمان کے حلقے میں سعادت اور تقویٰ کے اس عمومی رجحان اور نیکی اور عبادت کی اس عام فضا کے پیدا ہوجانے کی وجہ سے وہ تمام طبائع جن میں کچھ بھی صلاحیت ہوتی ہے اللہ کی مرضیات کی جانب مائل اور شر وخباثت سے متنفر ہوجاتی ہیں اور پھر اس ماہ مبارک میں تھوڑے سے عمل خیر کی قیمت بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے دوسرے دنوں کی بہ نسبت بہت زیادہ بڑھادی جاتی ہے' تو ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے ان پر بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین ان کو گمراہ کرنے سے عاجز اور بے بس ہوجاتے ہیں۔

اس تشریح کے مطابق ان تینوں باتوں (یعنی جنت و رحمت کے دروازے کھل جانے' دوزخ کے دروازے بند ہوجانے اور شیاطین کے مقید اور بے بس کردیئے جانے) کا تعلق صرف ان اہل ایمان سے ہے جو رمضان المبارک میں خیر و سعادت حاصل کرنے کی طرف مائل ہوتے اور رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے مستفید ہونے کے لئے عبادات و طاعات کو اپنا شغل بنالیتے ہیں۔ باقی رہے وہ کفار اور خدا ناشناس اور وہ خدا فراموش اور غفلت شعار لوگ جو رمضان اور اس کے احکام و برکات سے کوئی سروکار ہی نہیں رکھتے اور نہ اس کے آنے پر ان کے زندگیوں میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے' ظاہر ہے کہ اس قسم کی بشارتوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں' انہوں نے جب اپنے آپ کو خود ہی محروم کرلیا ہے اور بارہ مہینے شیطان کی پیروی پر وہ مطمئن ہیں تو پھر اللہ کے یہاں بھی ان کے لئے محرومی کے سوا اور کچھ نہیں۔

روزہ کی قیمت اور اس کی تاثیر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (روزہ کی فضیلت اور قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے یعنی اس امت مرحومہ کے اعمال خیر کے متعلق عام قانون الٰہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہوگا' اور بعض اوقات عمل کرنے والے کے خاص حالات اور اخلاص وخشیت وغیرہ کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ عطا ہوگا' یہاں تک کہ بعض مقبول بندوں کو ان کے اعمال حسنہ کا اجر سات سو گنا عطا فرمایا جائے گا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس عام قانون رحمت کا ذکر کرکے فرمایا: مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے' وہ بندہ کی طرف سے خاص میرے لئے ایک تحفہ ہے اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہش نفس اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی اس قربانی اور نفس کشی کا صلہ دوں گا) روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک و مولیٰ کی بارگاہ میں حضوری اور شرف باریابی کے وقت' اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے (یعنی انسانوں کے لئے مشک کی خوشبو جتنی اچھی اور جتنی پیاری ہے اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو اس

سے بھی اچھی ہے) اور روزہ دنیا میں شیطان ونفس کے حملوں سے بچاؤ کے لئے اور آخرت میں آتش دوزخ سے حفاظت کے لئے ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہئے کہ وہ بے ہودہ اور فحش باتیں نہ بکے اور شور وشغب نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا ٹنٹا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازوں میں ایک خاص دروازہ ہے جس کو "باب الریان" کہا جاتا ہے۔ اس دروازے سے قیامت کے دن صرف روزہ داروں کا داخلہ ہوگا۔ ان کے سوا کوئی اس دروازے سے داخل نہیں ہوسکے گا۔ اس دن پکارا جائے گا کہ کدھر ہیں وہ بندے جو اللہ کے لئے روزے رکھا کرتے تھے (اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھایا کرتے تھے)؟ وہ اس پکار پر چل پڑیں گے ان کے سوا کسی اور کا اس دروازے سے داخلہ نہیں ہوسکے گا۔ جب وہ روزہ دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کردیا جائے گا' پھر کسی کا اس سے داخلہ نہیں ہوسکے گا۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

روزہ میں جس تکلیف کا احساس سب سے زیادہ ہوتا ہے اور جو روزہ دار کی سب سے بڑی قربانی ہے وہ اس کا پیاسا رہنا ہے' اس لئے اس کو جو صلہ اور انعام دیا جائے' اس میں سب سے زیادہ نمایاں اور غالب پہلو سیرابی کا ہونا چاہئے' اسی مناسبت سے جنت میں روزہ داروں کے داخلہ کے لئے جو مخصوص دروازہ مقرر کیا گیا ہے اس کی خاص صفت سیرابی و شادابی ہے' ریان کے لغوی معنی ہیں: پورا پورا سیراب' یہ بھرپور سیرابی تو اس دروازہ کی صفت ہے جس سے روزہ داروں کا داخلہ ہوگا' آگے جنت میں پہنچ کر جو کچھ اللہ تعالیٰ کے انعامات ان پر ہوں گے ان کا علم تو بس اس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے جس کا ارشاد ہے: "الصوم لی وانا اجزی بہ" (بندہ کا روزہ بس میرے لئے اور میں خود ہی اس کا صلہ دوں گا)۔

روزہ کے حقوق وآداب:

جو چیز جس قدر مفید اور قیمتی ہوتی ہے اسی قدر نازک اور حساس بھی ہوتی ہے' احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کا عمل بھی بہت سی نزاکتیں رکھتا ہے اور اس کے آداب کی پوری رعایت اس کی افادیت وتاثیر کے ظہور کے لئے اولین شرط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور ان کی حدود وآداب کو اچھی طرح پہچانا اور ان سب امور کی رعایت رکھی جن کی رعایت روزہ دار کے لئے ضروری ہے تو رمضان کے روزے اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوجائیں گے۔(صحیح ابن حبان' سنن بیہقی)

پہلی شرط ایمان واحتساب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو لوگ رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح وتہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سب گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

اس حدیث میں رمضان کے روزوں اور اس کی راتوں کے نوافل کے موجب مغفرت ہونے کو ایمان واحتساب کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ یہ دو خاص دینی اصطلاحیں ہیں اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی عبادت اور کوئی نیک کام اس یقین کے ساتھ کیا جائے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور قرآن وحدیث میں اس کا جو اجر وثواب بتلایا گیا ہے وہ بالکل برحق ہے' اور بشرط قبولیت اس کا ملنا یقینی ہے اور پھر وہ عمل اس ثواب موعود ہی کی امید اور رضا الٰہی کی طمع ہی میں کیا جائے' بس ان دو کیفیتوں ہی کا نام ایمان و احتساب ہے' انہی سے اعمال میں روح پڑتی ہے اور ان ہی کے ذریعہ ہمارے اعمال کا ربط وتعلق اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے اور ان کے بغیر جو عمل کئے جاتے ہیں' خواہ وہ بظاہر کیسے ہی شاندار کیوں نہ ہوں لیکن درحقیقت وہ صرف "رسوم" اور بے روح ہوتے ہیں' جن کی اللہ کے یہاں اور قیامت اور آخرت میں کوئی قیمت نہیں' اگرچہ وہ جہاد جیسا سرفروشانہ عمل ہی کیوں نہ ہو۔ افسوس اس چیز کی طرف سے آج کل بڑی غفلت ہے' یہ سارے دین کا گویا مغز ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے:

"اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں' تمہارے جسموں اور تمہارے ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

پس جو لوگ محض ماحول اور سوسائٹی کی عام فضا کی وجہ سے روزے رکھتے ہیں یا محض اس وجہ سے تراویح میں شریک ہوتے ہیں کہ لوگ ان کو کم ہمت نہ سمجھیں' یقیناً ان کے روزے اور ان کی تراویح بالکل لاحاصل ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

"کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ ان کے روزوں کا حاصل بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں اور کتنے ہی راتوں کو نمازیں پڑھنے والے ہیں کہ ان کی نمازوں کا حاصل رات کے جاگنے کے سوا کچھ نہیں (یعنی ان کو اپنے روزوں اور اپنی رات کی نمازوں کا کوئی

اجر وثواب ملنے والا نہیں ہے)۔‘‘

(ابن خزیمہ،حاکم عن ابی ہریرہ)

الغرض اعمال خیر کے فضائل میں ایمان و احتساب کی شرط ہر جگہ پیش نظر رہنی چاہئے‘ اعمال کی فضیلتیں اسی سے وابستہ ہیں:

’’فانما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی‘‘ (حدیث)

ترجمہ:’’اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے قصد اور اس کی رضا جوئی کی نیت اور ثواب اخروی کی طلب وطمع کے بغیر ہر عمل کھوکھلا اور بے جان ہے۔‘‘

دوسری شرط معصیتوں اور لغو کاموں سے پرہیز:

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کا روزہ ہو تو فحش اور بے ہودہ باتیں بالکل نہ کرے اور شور وشغب کا بھی مرتکب نہ ہو اور اگر کوئی دوسرا اس کو گالیاں بھی دے یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔‘‘(صحیح بخاری ومسلم)

اس کے علاوہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی اس بارے میں ایک دوسری حدیث یہ بھی مروی ہے:’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے (روزہ رکھتے ہوئے) جھوٹ اور بیہودہ باتیں اور غلط اور بیہودہ اعمال نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی پرواہ نہیں۔‘‘(بخاری‘ ابوداؤد‘ترمذی)

معصیتوں اور لغو کاموں سے پرہیز کی ایک تدبیر:

یہاں اس بات کی طرف توجہ دلانا بھی انشاء اللہ مفید ہوگا کہ’’خانہ خالی را دیو می گیرد‘‘ کے مصداق رمضان کے اوقات اگر ذکر وعبادت اور رمضان سے مناسبت رکھنے والے اعمال خیر میں مشغول نہیں ہوں گے تو لغو کاموں اور معصیتوں سے بچنا بہت مشکل ہوگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں رمضان المبارک میں چار کاموں کے اہتمام کی تاکید فرمائی ہے جس میں غالباً یہ مصلحت بھی مقصود ہے کہ ان کی برکت سے لغو کاموں سے بچنا آسان ہوجائے گا‘ وہ چار کام یہ ہیں:

۱:......کلمہ لا الہ الا اللہ کے ذکر کی کثرت۔

۲:......اپنے لئے اللہ سے استغفار کی کثرت۔

۳:......جنت کی دعا۔

۴:......دوزخ سے نجات کی دعا۔

قیام رمضان یا تراویح:

رمضان میں دن کے فرض روزوں کے علاوہ دوسری شبینہ عبادت’’قیام لیل‘‘(گویا تراویح) کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔اس کو اگرچہ فرض نہیں کیا گیا ہے مگر ایک اعلیٰ درجہ کی اور بڑی برکت والی عبادت ہے‘ جن دلوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت ومحبت اور اس کے ساتھ تعلق عبدیت کا کچھ حصہ ملا ہے وہی اس لذت اور سرمستی ومحویت کو کچھ جان سکتے ہیں جو سارا دن بھوک پیاس کے مجاہدہ میں کاٹنے کے بعد دربار خداوندی کی اس حضوری میں ان کو حاصل ہوتی ہے۔

خوشا وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

گویا دن کا روزہ عاشقانہ جذبات وخود فراموشی کا ایک مظاہرہ اور طالب صادق کا مجاہدہ تھا کہ کھانا پینا بھی بھلا دیا گیا تھا اور رات کو یہ طویل قیام وقرأت والی نماز اس عارفانہ سکون اور عابدانہ عجز و نیاز کی صورت ہے جو اس مجاہدہ کے بعد حاصل ہونا ہی چاہئے۔اس نماز کی فضیلت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ملاحظہ کیجئے:

’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں کی نماز کی خاص طور سے ترغیب دیا کرتے تھے مگر سختی کے ساتھ حکم نہیں فرماتے تھے اور ترغیب کے سلسلہ میں آپ ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں نوافل پڑھے اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔‘‘

(بخاری‘مسلم‘ترمذی‘ابوداؤد‘نسائی)

شب قدر:

رمضان المبارک کے متعلق حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ایک مفصل خطبہ شروع میں نقل ہوچکا ہے‘ اس میں گزر چکا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں شب قدر ہوتی ہے اور شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

شب قدر کی عظمت اور اہمیت کا ذکر قرآن مجید میں بلکہ اس کی ایک پوری سورت میں بھی کیا گیا ہے اور اس طرح کیا گیا ہے کہ گویا اس کی عظمتیں ہمارے بیان بلکہ ہمارے فہم وادراک کی حدود سے بھی باہر ہیں‘ یہ بیان فرمانے کے بعد کہ قرآن کو ہم نے شب قدر میں نازل فرمایا:’’انا انزلناہ فی لیلۃ القدر‘‘ ارشاد فرمایا گیا ہے:’’وما ادراک ما لیلۃ القدر‘‘ تمہیں کیا پتہ لیلۃ القدر کیا ہے؟

پھر فرمایا گیا ہے:’’لیلۃ القدر خیر من الف شھر‘‘(شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے)

پھر اس کی برکات اور اس کی روحانی رونقوں کا ذکر اس طرح فرمایا گیا ہے:

’’فرشتے اور روح (الروح الامین حضرت جبرئیل) اس رات میں اپنے مالک کے حکم سے تمام فیصلے لے کر اترتے ہیں

سراسر سلامتی کی رات ہے طلوع صبح صادق تک (برکتوں اور روحانی رونقوں کا یہ سلسلہ قائم رہتا ہے)۔"

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اہمیت کے بارے میں قرآن مجید کے اس بیان کے علاوہ احادیث میں بھی حضور اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں مروی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ کھڑا ہو (اس رات میں نوافل پڑھے) تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

لیلۃ القدر کے بارے میں ایک حدیث اور بھی یاد رکھنے کی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے پوچھا کہ حضرت! اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو میں اللہ سے کیا دعا مانگوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عرض کرو کہ "اللھم انک عفو تحب العفوا فاعف عنی" (اے میرے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے بھی معاف فرمادے)۔" (احمد ابن ماجہ ترمذی مشکوۃ)

رمضان کی آخری رات:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رمضان کی آخری رات میں آپ کی امت کے لئے مغفرت اور بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کردے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔" (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کی آخری رات بھی خاص مغفرت کے فیصلہ کی رات ہے لیکن اس رات میں مغفرت اور بخشش کا فیصلہ انہی بندوں کے لئے ہوگا جو رمضان المبارک کے عملی مطالبات کسی درجہ میں پورے کرکے اس کا استحقاق پیدا کرلیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اعتکاف:

رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرہ کے اعمال میں سے ایک اعتکاف بھی ہے۔ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو اور سب سے منقطع ہوکر بس اللہ سے لولگا کے اس کے در پر (یعنی کسی مسجد کے کونہ میں) پڑ جائے اور سب سے الگ تنہائی میں اس کی عبادت اور اسی کے ذکر و فکر میں مشغول رہے یہ خواص بلکہ اخص الخواص کی عبادت ہے۔ اس عبادت کے لئے بہترین وقت رمضان المبارک اور خاص کر اس کا آخری عشرہ ہی ہوسکتا تھا اس لئے اسی کو اس کے لئے منتخب کیا گیا۔

روح کی ترتیب و ترقی اور نفسانی قوتوں پر اس کو غالب کرنے کے لئے پورے مہینے رمضان کے روزہ تو تمام افراد امت پر فرض کئے گئے گویا کہ اپنے باطن میں ملکوتیت کو غالب اور بہیمیت کو مغلوب کرنے کے لئے اتنا مجاہدہ اور نفسانی خواہشات کی اتنی قربانی تو ہر مسلمان کے لئے لازم کردی گئی ہے کہ وہ اس پورے محترم اور مقدس مہینے میں اللہ کے حکم کی تعلیم اور اس کی عبادت کی نیت سے دن کو نہ کھائے نہ پئے نہ بیوی سے متمتع ہو اور اسی کے ساتھ ہر قسم کے گناہوں بلکہ فضول باتوں سے بھی پرہیز کرے اور یہ پورا مہینہ ان پابندیوں کے ساتھ گزارے۔ پس یہ تو رمضان المبارک میں روحانی تربیت و تزکیہ کا عوامی اور کمپلسری (لازمی) کورس مقرر کیا گیا اور اس سے آگے تعلق باللہ میں ترقی اور ملاء اعلیٰ سے خصوصی مناسبت پیدا کرنے کے لئے اعتکاف رکھا گیا۔ اس اعتکاف میں اللہ کا بندہ سب سے کٹ کے اور سب سے ہٹ کے اپنے مالک و مولا کے آستانے پر اور گویا اسی کے قدموں میں پڑ جاتا ہے اسی کو یاد کرتا ہے اسی کے دھیان میں رہتا ہے اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے اس کے حضور میں توبہ و استغفار کرتا ہے اپنے گناہوں اور قصوروں پر روتا ہے اور رحیم و کریم مالک سے رحمت و مغفرت مانگتا ہے اسی کی رضا اور اس کا قرب چاہتا ہے اسی حال میں اس کے دن گزرتے ہیں اور اسی حال میں اس کی راتیں ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی بندے کی سعادت اور کیا ہوسکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام سے ہر سال رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے بلکہ ایک سال ایک دینی سفر کی وجہ سے رہ گیا تو اگلے سال آپ نے دو عشروں کا اعتکاف فرمایا اور صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے کہ جس سال آپ کا وصال ہوا اس سال کے رمضان میں بھی آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا تھا یہ بیس دن کا اعتکاف غالباً اس وجہ سے فرمایا تھا کہ آپ کو یہ اشارہ مل چکا تھا کہ عنقریب آپ کو اس دنیا سے اٹھالیا جائے گا اس لئے اعتکاف جیسے اعمال کا شغف بڑھ جانا بالکل قدرتی بات تھی۔

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد!

☆☆..........☆☆

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

بابو شفقت قریشی سہام

حنفی مذہب کے بانی کا نام نعمان' لقب ابو حنیفہ' والد کا نام ثابت اور دادا کا نام زوطی تھا جو ایرانی نسل سے تھے اور ۳۶ ہجری میں ایران سے ہجرت کر کے عراق پہنچے تھے۔ حضرت نعمان بن ثابتؒ کی پیدائش ۸۰ ہجری مطابق ۶۹۹ بصرہ میں ہوئی مگر آپؒ کی زندگی کا بیشتر حصہ کوفہ میں گزرا۔ آپؒ کو بعض صحابہ کرامؓ کی صحبت سے مستفید ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ابراہیم نخعیؒ کے شاگرد حمادؒ سے آپؒ نے فقہ اور نافعؒ سے حدیث پڑھی تھی۔ عباسی خلیفہ منصور نے آپؒ کے اوپر سختیوں کے پہاڑ توڑے مگر آپؒ کے صبر و استقامت میں کوئی فرق نہ پڑا۔ امام ابو حنیفہؒ بہت کم گو تھے مگر فقہی مسائل اس طرح بیان کرتے تھے جس طرح علم کا دریا بہہ رہا ہو۔ آپؒ نے جو تصانیف چھوڑی ہیں ان میں آپؒ کی روایت کی گئی احادیث کا مجموعہ ہے جسے مسند ابی حنیفہؒ کے نام سے مرتب کیا گیا ہے۔ دوسری مشہور تصنیف کا نام "الفقہ الاکبر" ہے اور تیسری تصنیف کا نام وصیہ یعنی اسلامی عقائد کے متعلق نصیحت' خالص فقہ کے موضوع پر لکھی گئی آپؒ کی کتاب کا نام "مخارج فی الحیل" ہے جس میں بعض فقہی مشکلات زیر بحث آئی ہیں۔

ایک رومی راہب نے ہشام بن عبدالملک کے دربار میں مسلمان علمائے کرام کو چیلنج کر کے تین سوال پوچھے مگر وہ کسی کے جواب سے مطمئن نہ ہو سکا' چنانچہ رومی راہب کے تین سوالوں کا جواب دینے کے لئے کوفہ سے زوطی کے پوتے ثابت کے بیٹے نعمانؒ المعروف ابوحنیفہ کو عزت و احترام سے بلایا۔ راہب کا پہلا سوال یہ تھا کہ خدا سے پہلے کون تھا؟ نعمان بن ثابتؒ نے کہا کہ "اعداد کو شمار کرو' تمہیں خود بخود جواب مل جائے گا۔ جب ایک سے گنتی شروع کر کے دس تک پہنچا تو آپؒ نے پوچھا یہ تو عام گنتی کا طریقہ ہے' ایک سے پہلے شروع کرو' جواب دیا کہ ایک سے پہلے کوئی دوسرا عدد نہیں ہے۔ نوجوان نعمانؒ نے کہا کہ اگر ایک سے پہلے بھی ایک ہی ہے تو خدا سے پہلے بھی خدا ہی تھا' راہب نے دوسرا سوال کیا کہ خدا کا رخ کس سمت ہے؟ جواب دیا کہ اس کا رخ ایک جانب نہیں بلکہ ہر وقت ہر جگہ موجود ہے اور اس کا نورانی رخ ہر جگہ نگران ہے۔ جب راہب نے عملی ثبوت چاہا تو ایک شمع جلا کر اونچی جگہ رکھی اور کہا کہ اللہ کی ذات کے لئے ایک حقیری سی مثال ہے پھر بھی بتاؤ کہ شمع کا رخ کس سمت ہے؟ جب راہب نے کہا کہ شمع کا رخ متعین کرنا ممکن نہیں تو آپؒ نے فرمایا کہ اس ذات باری کا رخ کیسے متعین کیا جا سکتا ہے' راہب کا تیسرا سوال یہ تھا کہ اللہ اس وقت کیا کر رہا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کی مثال کسی جاندار سے نہیں دی جا سکتی' انسانی تصور جہاں نہ پہنچ سکے وہاں عمل کا تعین کرنا ممکن نہیں' جب وہ مطمئن نہ ہوا تو فرمایا کہ اب میرے رب کی مصروفیت یہ ہے کہ اس نے روم کے عظیم دانشور کو ایک معمولی علم رکھنے والے طالب علم کے سامنے عاجز کر دیا ہے' ہشام بن عبدالملک نے خوش ہو کر کہا کہ اے ذکی و فہیم نوجوان! تم نے عقل پرستوں کے خالی دامنوں کو بھر دیا ہے' دنیائے اسلام تم پر فخر کر سکتی ہے۔

حضرت ثابتؒ نے اپنے بیٹے نعمانؒ کو تین سال کی عمر میں مشہور قاری حضرت عاصمؒ کی شاگردی میں دے دیا' جن کا شمار اس وقت کے سات بزرگوں میں ہوتا تھا۔ اپنے حلقۂ درس میں شامل کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: نعمانؒ ایسا بچہ ہے کہ جدھر سے گزرے گا درس گاہیں اسے خود پکاریں گی۔ اساتذہ خود آوازیں دیں گے:

"اے علم کے وارث ہماری طرف

آؤ اور اپنی امانت حاصل کرو۔"

امام نعمانؒ نے کم سنی میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا اور ابتدائی تعلیم تقریباً آٹھ سال کی عمر میں مکمل کر لی' آپؒ کے والد جناب ثابتؒ ایک شریف النفس' دیندار شخص اور ایک مشہور تاجر تھے' اپنے بیٹے کو امور تجارت سے بخوبی واقف کیا' معاملات کی صفائی اور دیانت داری کو تجارت کا بنیادی اصول بتایا' تجارت کے رموز سکھانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ

کی اقتصادی حالت مستحکم ہو اور کسی کی محتاجی نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی تحصیل علم کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ امام شعبیؒ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے نعمان! زندگی کی مہلت کا فائدہ اٹھاؤ اور جو کچھ تمہارے اندر موجود ہے' اسے عالم اسباب میں تلاش کرو' تجارتی امور سے وقت نکال کر علمائے کرام کی صحبتوں میں بیٹھا کرو' یہ سن کر آپؒ کے اندر کی دنیا تہہ و بالا ہو گئی اور آپؒ نے بھرپور طریقہ سے علم کی جستجو شروع کر دی۔ آپؒ امام حماد بن ابی سلیمانؒ کی درسگاہ میں داخل ہو گئے۔ اپنے شاگرد خاص امام ابو یوسفؒ کے پوچھنے پر بتایا کہ فقہ کی توفیق اللہ نے عطا فرمائی' درحقیقت فرض کی ادائیگی' بندگی کا اظہار' دنیا اور آخرت کا حصول فقہ کے بغیر ممکن نہیں' اس لئے میں نے خود کو فقہ کے لئے وقف کر دیا' علم فقہ کی طرف رجوع کرنے سے متعلق یہ حقیقت ہے کہ آپؒ نے امام حمادؒ کے شاگرد بنے' جو آپؒ کی ذہانت کے بہت معترف تھے اور مجلس فقہ میں اکثر اوقات ان کا روئے سخن امام نعمان بن ثابتؒ کی طرف ہوتا تھا۔ امام حماد کو علم کی دولت ابراہیم نخعیؒ سے اور امام نعمان کو امام حمادؒ سے ملی تھی۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اپنی عمر کے سولہ سال کا اہم واقعہ یوں بیان فرمایا ہے:

''میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوا اور والد محترم کے ساتھ ۹۶ ہجری میں حج ادا کیا' جب میں مسجد الحرام میں داخل ہوا تو میں نے ایک بڑا حلقہ دیکھا' اس وقت میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ یہ حلقہ کن لوگوں کا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ حلقہ صحابی عبداللہ بن حارثؓ کا ہے' پھر میں آگے بڑھا اور عبداللہ بن حارثؓ کو فرماتے سنا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے دین کا فقہ حاصل کیا تو اللہ اس کے مقاصد کا ذریعہ ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا' جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔''

اس واقعہ سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ آپؒ کو صحابہ کی تابعیت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ آپؒ کی ابو حنیفہ کنیت اختیار کرنے ایک وجہ یہ تھی کہ آپؒ نے اپنی بیٹی حنیفہ کی ذہانت سے متاثر ہو کر ابو حنیفہ کنیت اختیار کی تھی' بعض جگہ لکھا ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت سے متاثر ہو کر آپؒ نے یہ کنیت اخذ کی تھی۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ امام حمادؒ نے آپؒ کو پہلی مرتبہ ابو حنیفہ کہہ کر مخاطب کیا تھا اور یہ لقب انہی کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ ابو حنیفہ کا مفہوم ہے ''صاحب ملت حنیفہ'' یعنی باطل مذہبوں سے گریز کر کے دین حق اختیار کرنے والا' اور یہ لفظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مطابق ''نعمان'' اس خون کو کہتے ہیں' جس پر تمام بدن کا ڈھانچہ قائم ہوتا ہے اور جس کے ذریعہ ایک ایک عضو حرکت کرتا ہے اور زندگی پاتا ہے اور نعمان سرخ اور خوشبودار گھاس کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا:

''نعمان بن ثابتؒ کی ذات گرامی دستور اسلامی کے لئے ایک محور تھی اور تمام عبادات اور معاملات کو سمجھنے کے لئے روح کا درجہ رکھتی ہے اور امام اعظم نعمان بن ثابتؒ کے اجتہاد سے اسلامی فقہ خوشبودار گھاس کی طرح اطراف عالم میں مہک اٹھی۔

امام ابو حنیفہؒ اپنے استادوں کا بے حد احترام کرتے تھے اور جب بھی اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کرتے تو اپنے استادوں کو اس میں ضرور شامل کرتے تھے' اپنے استاد حمادؒ کے مکان کی طرف پاؤں کر کے نہ سویا کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کافی عرصہ تک امام حمادؒ کے علم سے سیراب ہوتے رہے' بالآخر علم فقہ کے مراحل تکمیل کو پہنچ گئے تو ایک دن اچانک یہ احساس ہوا کہ قرآنی تعلیم کے ساتھ ساتھ علم حدیث بھی ہونا چاہئے' چنانچہ دور دراز علاقوں میں جا کر یہ شوق پورا کیا۔ آپؒ نے چار ہزار سے زیادہ درسگاہوں میں حاضری دے کر فقہ اور حدیث کے چشمہ علم سے خود کو سیراب کیا۔ خود کو زندگی بھر تحقیق و جستجو میں مصروف رکھا' آپؒ نے تقریباً چار ہزار علمائے کرام اور اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ ان میں سے چند بزرگان دین کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حضرت عکرمہ' حضرت عطا بن رباح' امام عمش' حضرت ایوب بن ابی تحیہ تختیانی' حضرت مکحول شامی' حضرت عبداللہ' حضرت قتادہ بن عون' حضرت منصور بن زادان' حضرت قاسم بن محمد' حضرت سلمان بن یسار' حضرت نافع بن کاؤس' حضرت سالم بن عبداللہ' حضرت امام شعبہ' حضرت حکم بن عتبہ اور حضرت طاؤس بن کیسان رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپؒ نے اپنے شاگرد خاص یوسف خالد سمتیؒ کو ایک ہدایت نامہ خصوصی عطا فرمایا جو آپؒ کی تعلیمات کا نچوڑ ہے:

۱: لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا'

۲: شرفا کی عزت اور علماء کی تعظیم کرنا'

۳: بوڑھوں کے وقار کا خیال رکھنا' نوجوانوں سے شفقت اور مہربانی سے پیش آنا۔

۴: نیکیوں کی صحبت اختیار کرنا'

۵: کسی کو آزمائے بغیر اس سے مصاحبت نہ کرنا'

۶: بے وقوفوں سے بے تکلف نہ ہونا،

۷: صبر وتحمل کو اپنا شیوہ بنانا،

۸: عمدہ لباس پہننا،

۹: اپنے قرابت داروں کا خیال رکھنا،

۱۰: نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا،

۱۱: فساد کو مٹانے کی کوشش کرنا،

۱۲: ہمیشہ بھلائی کی تعلیم دو،

۱۳: حقوق شرعی کے قیام میں عجلت سے کام لو،

۱۴: بیماروں کی عیادت کرو،

۱۵: ظالموں سے صلہ رحمی کرو،

۱۶: کوئی فوت ہوجائے تو جنازے میں شرکت کرو،

۱۷: مصیبت زدوں کی غمخواری کرو،

۱۸: حاجت مندوں کی مدد کرو،

۱۹: لوگوں سے محبت کرو،

۲۰: سلام میں پہل کرو۔

علم معرفت کا یہ سورج ۷۰ سال تک علم و آگہی کے افق پر چمک کر ۲۸ رجب ۱۵۰ ہجری اس دار فانی سے غروب ہوگیا، بظاہر تو امام اعظم ابوحنیفہؒ دنیا سے چلے گئے مگر آپ کی تعلیمات اور فکر وآگہی کی جو دولت انہوں نے لوگوں میں تقسیم کی اس سے اب بھی لوگ مالا مال ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ آپؒ عبادات میں صاحب استقامت اور طریقت کے اصولوں میں بلند شان رکھتے تھے اور دل کو دنیاوی طلب جاہ سے پاک کرلیا تھا۔ اپنے وقت کے بہت بڑے دانشمند، عابدوں اور زاہدوں کی جماعت میں سربلند، کفر اور شرک کی تاریکیوں میں ایمان وراستی کے اجالے، راہ اللہ میں سربکف اور مرد حق پرست تھے۔

☆☆..........☆☆

نعت رسول مقبولؐ

بنام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جناب مولانا عبداللہ عباس ندوی مدظلہ جہاں ایک صاحب ذوق انشاء پرداز، منفرد نثر نگار، زبان وادب کے رمز شناس ہیں اور علوم اسلامی پر گہری نگاہ کے حامل ہیں، وہیں شعر وسخن کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ مولانا موصوف نے درج ذیل نعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پانچوں حروف م، ح، م اور د کی مناسبت سے یہ پانچ اشعار کہے ہیں۔ حرفی رعایت سے مولانا موصوف نے اپنی دقیقہ سنجی اور فکر رسا سے معانی کی وہ عظیم اور دلکش دنیا سجائی ہے جو دل اور نگاہ دونوں کو بیک وقت اپنی طرف متوجہ کرتی ہے "خطباتِ حیدرآباد" کی ایک نشست میں جب یہ نعت پڑھی گئی تو سامعین نے ایک خاص کیف وسرور محسوس کیا۔

لاریب کہ ہے نورِ خدا نامِ محمدؐ
ناموسِ وفا، صدق و صفا نامِ محمدؐ

ہے "م" سے محبوبِ عالم کا اشارہ
آنکھوں کی ضیاء دل کی جلا نامِ محمدؐ

"ح" سے ہے حیاتِ ابدی جاں بہ لبوں کی
جان آگئی تن میں جو لیا نامِ محمدؐ

ہے "م" مکرر سے عیاں مہر نبوت
مصدر ہے محبت کا سدا نامِ محمدؐ

ہے "د" دلیل کرم و لطف و عنایت
داروئے شفا، دل کی دوا نامِ محمدؐ

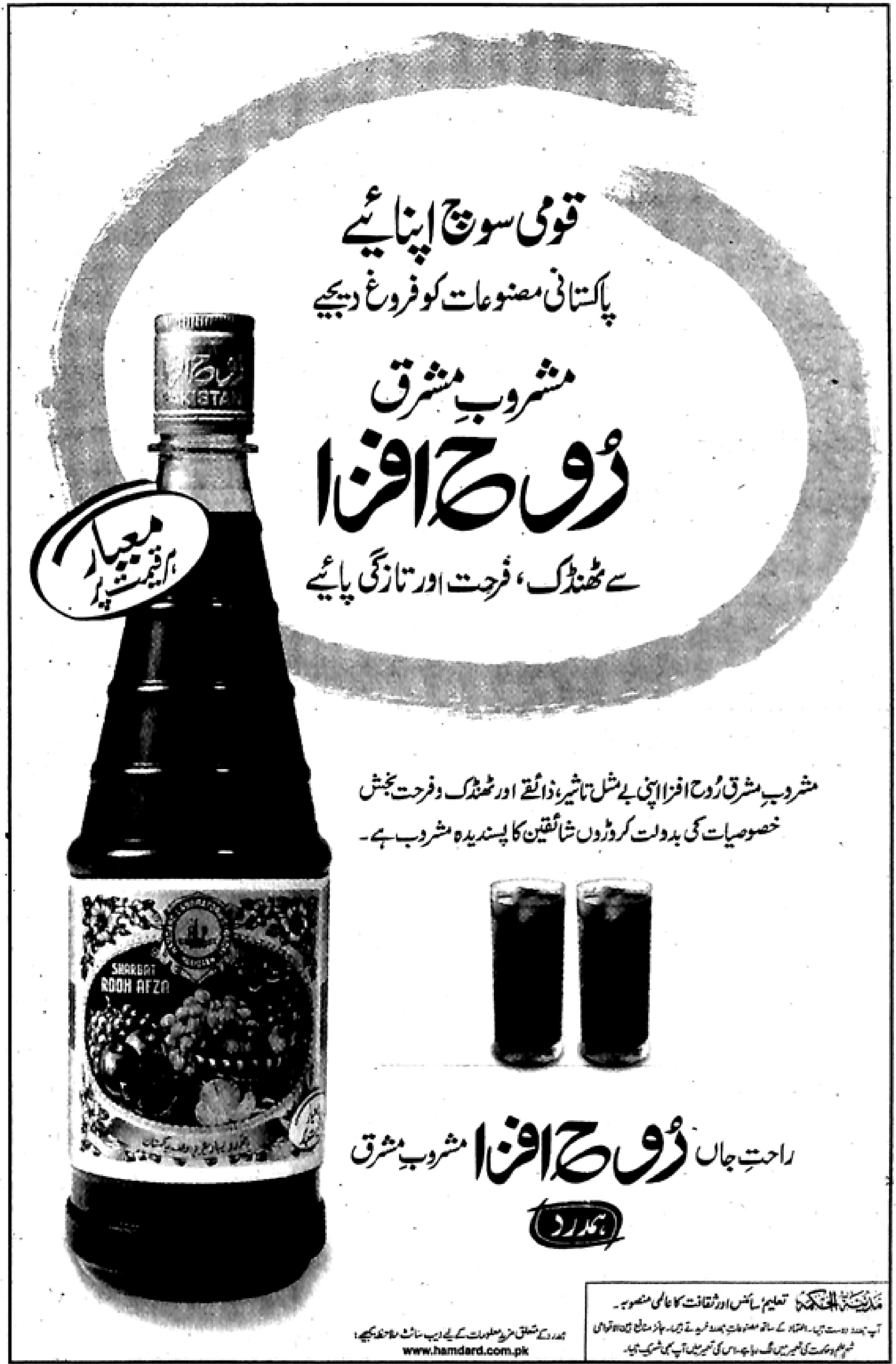
قومی سوچ اپنائیے
پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے
مشروبِ مشرق
رُوح افزا
سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے
معیار ہر قیمت پر
SHARBAT ROOH AFZA
مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش
خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
www.hamdard.com.pk
Adarts-HRA-4/2003

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں

عقیدۂ ختم نبوت ایک مسلمان کی بنیادی پہچان ہے اور اس عقیدے پر دلالت کرتے ہوئے رب الارض والسمٰوات نے ایک سو آیات قرآنی اتاری ہیں۔ اس عقیدے پر یقین اور پختگی کے لئے آقائے دو جہاں نے دو سو دس احادیث بیان فرمائی ہیں اور اس بات پر بھی تمام افراد متفق ہیں کہ کملی والے ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ نبی نہیں غبی ہے۔ آمنہ کے لعل ﷺ کے بعد جو دعویٰ رسالت کرے وہ رسول نہیں فضول ہے مدنی ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب خاتم الکتب ہے۔ نبی ﷺ کا دین خاتم الادیان ہے۔ نبی ﷺ کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ نبی ﷺ کی نبوت ختم النبوت ہے۔ چنانچہ خاتم النبیین ﷺ کی آمد باسعادت کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور محسن انسانیت ﷺ نے خود ختم نبوت کا اعلان فرما دیا اور یہ کہ آپ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں' آپ کے آنے کے بعد قصر نبوت کی تکمیل ہو گئی اور کسی نئے نبی کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلکہ آپ کے زمانے ہی میں متعدد لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ کبھی مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا' کبھی اسود عنسی نے مکین گنبد خضریٰ کی نبوت کی طرف میلی نگاہ سے دیکھا' کبھی ابو منصور عجمی نے تاج نبوت کو نوچنے کی ناپاک جسارت کی۔ کبھی احمد اقبال خود کو وحی جبرئیلؑ کا مستحق سمجھ بیٹھا' کبھی یوسف کذاب نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ لیکن مسلمانو! تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کسی ڈاکو نے تاج نبوت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا تو غیور مسلمانوں کی تلواریں نیام سے نکلیں اور انہوں نے اس جہنمی کتے کو اس کے دیس میں پہنچاتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ:

جو ختم نبوت کا طرفدار نہیں ہے
لا ریب وہ جنت کا سزاوار نہیں ہے
جو چپ رہے سن کر اسلام کی توہین
بے شرم ہے بزدل ہے وہ خوددار نہیں ہے

محمد حسان

قارئین محترم! اگر ماضی قریب میں نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ جس وقت سرزمین ہندوستان میں انگریز کے ایمان شکن دور میں کفر و الحاد کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے تھے اور اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کی جارہی تھیں' اس دور میں تاج نبوت پر ضرب کاری لگانے کے لئے ایک بھیانک سازش کی گئی اور اشارہ فرنگی پر ضمیر فروش وایمان فروش مرزا قادیانی ملعون نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی جہنم مکانی نے اپنے آپ کو خدا کا نبی کہا' وہ لکھتا ہے کہ نعوذ باللہ نبی ﷺ سے دین کی اشاعت پوری نہ ہو سکی' میں نے پوری کی' اپنی کافرہ بیوی کو ام المومنین کا نام دیتا ہے اور اپنے گھر والوں کو اہل بیت کے نام سے موسوم کرتا ہے' مرزا قادیانی نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ اپنی بناسپتی نبوت کو چلانے اور چمکانے کے لئے جس دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا اسے زبان پر لاتے ہوئے عقل دنگ رہ جاتی ہے' دماغ ماؤف ہو جاتا ہے' قلب وجگر چھلنی ہو جاتے ہیں' روح تڑپتی ہے' لیکن دوسری طرف وقت پکار پکار کر کہتا ہے کہ شاہ بطحا ﷺ کے دیوانوں کو بتا دو کہ قادیانی گروہ نبی ﷺ کے دین پر کس طرح حملہ آور ہو رہے ہیں' بغض وعناد میں بجھے زہریلے قلم نبی ﷺ کے اور ان کے لائے ہوئے دین کے خلاف کیا کیا گستاخیاں کر رہے ہیں' اور ان کی بچھو نما باتیں نبی ﷺ کے دین کو کس طرح ڈنگ مار رہی ہیں' فلک پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ آمنہ کے در یتیم ﷺ کی ختم نبوت کا دم بھرنے والو! اگر آج ان ناگوں کو نہ روکو گے' اگر آج ان قلموں کو نہ توڑ دو گے' اگر آج ان بچھوؤں کی گردنوں کو نہ مروڑ دو گے تو کل قیامت کے دن رب العزت کو جواب دینے کے لئے تیار رہنا' کل جس کے بارے میں رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: ''فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنة'' اس دن سورج سوا نیزے پر ہوگا' انبیاء نفسی نفسی کر رہے ہوں گے' دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوں گی' شافع محشر ﷺ حوض کوثر پر کھڑے ہو کر مومنوں کو جام کوثر پلا رہے ہوں گے'

دوستو! ذرا غور کرنا! اگر حضرت محمد ﷺ نے ہم سے پوچھ لیا کہ دنیا میں میری نبوت پر ڈاکے ڈالے جاتے رہے، تم نے ان ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے کتنا مال خرچ کیا؟ میری نبوت پر آوازیں کسی جاتی رہیں، تم نے شاہ بطحا ﷺ پر کتنی جانیں قربان کیں؟ انگریز کے جھوٹے اور بناوٹی نبی لوگوں کو دین حق سے گمراہ کرتے رہے، تم نے ان کو سیدھی راہ دکھلانے کے لئے کتنی کوششیں کیں؟ مرزا قادیانی نے جہاد کا انکار کیا، تم نے اس عظیم رکن اسلام کو اجاگر کرنے کے لئے کیا کیا؟ دوستو! اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر جنت کے عظیم جشن کے لئے تیار ہو جاؤ لیکن اگر جواب نہ میں ہے تو پھر آج ہی سے توبہ کرو کہ رب ہمیں معاف کردے اور عہد کرو کہ جس کسی نے توہین رسالت کی ہم اس کا چہرہ پھاڑ کر رکھ دیں گے، اگر کسی نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو ہم اسے راہی ملک نار کریں گے، جس کسی کی بدفطرت نے پیغمبر ﷺ کی شان میں ہذیان بکا، ہم اس جہنمی کتے کو اس کے دیس میں پہنچا دیں گے، جس کسی نے بکواس کی، ہم اسے ابو جہل اور ابولہب کے دیس میں پہنچا دیں گے۔

اے مسلمانو! بہت سو چکے اب بیدار ہو جاؤ، بہت لٹ چکے اب ہوشیار ہو جاؤ، نبی ﷺ کے دشمنوں کے خلاف برسر پیکار ہو جاؤ، جہاد کا علم لہرا کر اٹھو، شہادت کا جذبہ لیکر چلو، طوفان کی صورت چھا جاؤ، سیلاب کی صورت بڑھو، نبی ﷺ کی عزت و ناموس کا پھریرا اطراف عالم میں لہراتے ہوئے یہ اعلان کرتے چلو:

ارباب نظر کو کوئی ایسا نہ ملے گا
بندے تو ملیں گے آقا نہ ملے گا

☆☆..........☆☆

بقیہ: نجات دہندہ

فرمانروا، فوجوں کے کمانڈر، حکمرانوں کی اعلیٰ مثال، سپہ سالاری کے مکمل آئیڈیل، سیاست داں، تاجر، سچے مومن کی علامت بن کر نکلے اور عقل و علم میں اتنے بڑھے اور بڑھتے چلے گئے اور زمانے کو اتنا پیچھے چھوڑ گئے کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
(اکبر الہ آبادی)

الغرض اس آخری نجات دہندہ، اس رہبر کامل، اس معلم مثالی اور انسانیت کے سب سے بڑے محسن نے ہر طائفہ انسانی اور حالت انسانی کی ہر طرح سے اصلاح فرمائی، کوئی گوشہ اور پہلو ایسا نہیں ملتا، جس میں آپ کا اصلاحی اور تعلیمی پہلو موجود نہ ہو، جس پہلو پر بھی سوچو گے آپ کو رہنمائی ضرور ملے گی، آپ کی زندگی پوری امت کے لئے اسوہ اور نمونہ ہے، ہدایت کا چراغ ہے، رہنمائی کا نور ہے، ترقی کا زینہ ہے، قرآن کریم جیسی مقدس کتاب بہانگ دہل یہ اعلان کر رہی ہے کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، آپ کی حیات طیبہ مشعل راہ ہے، پیغام ہدایت ہے، ایک اسوۂ حسنہ ہے، ایک مکمل نمونہ ہے۔

پھر یہ اسوہ اور نمونہ کسی خاص باب کے لئے نہیں ہے، بلکہ مذہبی، اخلاقی، روحانی، فکری، انفرادی، اجتماعی، اقتصادی، سیاسی، اقوامی، بین الاقوامی اور تمدنی تمام گوشوں اور پہلوؤں کے لئے یکساں ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے
(علامہ اقبالؒ)

☆☆..........☆☆

جامعہ اشرفیہ لورالائی میں تعزیتی جلسہ

لورالائی (نامہ نگار) جامعہ اشرفیہ لورالائی میں مولانا عبدالعزیز جتوئیؒ کی وفات پر ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس میں مولانا ممتاز حاجی محمد اشرف، مولانا فضل دین آغا، مولانا گل حبیب، مولانا عبدالعزیز، مولانا جمال الدین، مولانا محب اللہ، مولانا محمد حسن نے مولانا عبدالعزیز جتوئی کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم نے اپنی تمام زندگی خدمت دین میں گزار دی۔ ان کی وفات جماعت کے لئے ایک بڑا نقصان ہے۔ ان کا خلا پُر ہونا ناممکن ہے۔ تعزیتی جلسہ میں معززین علاقہ حاجی محمد شفیع، قاری امتیاز، عبدالقادر، ڈاکٹر شیر زمان، ملک نعمت اللہ، حاجی محمد اسلم اور دیگر کارکنان نے شرکت کی۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 745573

بُغض وکینہ کے بُرے نتائج

مولانا خورشید انور قاسمی

بغض کے لغوی معنی: ناگواری' ناپسندیدگی اور نفرت ہے۔

بغض کی حقیقت:

جب غصہ میں بدلہ لینے کی قدرت نہیں ہوتی ہے تو ضبط کرنے سے دل پر ایک قسم کی گرانی ہوجاتی ہے' اس کو حقد یعنی کینہ اور بغض کہتے ہیں' اس کا منشاء (اور اصل) غصہ ہے اور یہ میٹھے غصہ میں ہوتا ہے اور میٹھے غصہ میں دو عیب ہوتے ہیں ایک عیب تو خود غصہ ہے اور دوسرا عیب کینہ ہے۔ (شریعت وطریقت)

بغض کے درجات:

اپنے اثرات وثمرات اور اسباب ووجوہ کے اعتبار سے دل کی اس گرانی یا "قلبی کیفیت" کے درجات اور رنگ وروپ مختلف ہوتے ہیں' یہ کسی درجہ میں امر مباح' کسی میں حرام ومعصیت اور کسی میں مستحسن وباعث فضیلت ہے۔

بغض کا پہلا درجہ:

اگر دنیاوی اور ذاتی معاملہ میں کسی سے رنج وتکلیف کی کوئی بات پیش آجانے کی وجہ سے دل میں ایسا بال وغبار پیدا ہوجائے کہ طبیعت اس سے ملنے جلنے اور بات چیت کرنے سے گریز کرنے لگے' لیکن جس سے رنج ہوا ہے اس کو تکلیف پہنچانے کا نہ تو جذبہ وارادہ ہی ہے اور نہ ہی کوئی تدبیر وکوشش ہے تو یہ بغض کا وہ ابتدائی درجہ ہے جس کو "طبعی انقباض" کہنا چاہئے' اس میں نفسانیت سے زیادہ بشریت اور انسانی جبلت کا دخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس پر کوئی گرفت ومواخذہ نہیں' بشرطیکہ پرورش کرکے اسے موذی اور تکلیف دہ نہ بنادیا جائے' تاہم دل کو اس سے بھی صاف کرنے کی تدبیر وکوشش کرنی چاہئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی تھی:

"اے میرے پیارے بیٹے! اگر ہوسکے تو صبح وشام اس طرح گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کھوٹ اور برائی نہ ہو اور یہی میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت کرے گا میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔" (ترمذی)

بغض کا دوسرا حصہ:

قلب کی یہی انقباضی کیفیت اگر ترقی کرکے بدخواہی وعداوت کے درجہ تک پہنچ جائے جس کے نتیجہ میں جان ومال' عزت وآبرو کو نقصان پہنچانے کا جذبہ کام کرنے لگے تو یہ کینہ اور بغض ہے جو اسلامی نقطۂ نظر سے مذموم وممنوع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد عالی ہے "لاتباغضوا" آپس میں بغض وکینہ مت رکھو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بغض اپنے اثرات وثمرات کے اعتبار سے بہت سی ایسی خطرناک بیماریوں کی جڑ ہے جو انسان کے دین وایمان اور عزت وآبرو کو خاک میں ملادیتی ہیں۔

بغض کے بُرے نتائج:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق بغض وکینہ کی وجہ سے انسان حسد' ترک تعلق' قطع رحمی' زبان درازی' استخفاف وتحقیر' استہزاء وتمسخر' جسمانی اذیت رسانی اور حق تلفی وخیانت جیسے گھناؤنے جرائم میں مبتلا ہوجاتا ہے' تفصیل پیش خدمت ہے۔

ا:...... بغض رکھنے والا انسان حسد کا مریض ہوجاتا ہے' جس سے بغض وکینہ رکھتا ہے اس کی خوشحالی وترقی اور اس کے منصب واعزاز سے منافقین کی طرح جلتا بھنتا رہتا ہے' ہر وقت ذہنی ٹینشن اور دماغی الجھنوں میں مبتلا رہتا ہے' اسی وجہ سے حاسد کی عبادتیں خشوع وخضوع سے یکسر خالی ہوتی ہیں اور اس کے منہ پر ماردی جاتی ہیں بلکہ ماضی کی حسنات وعبادات بھی جلاکر خاکستر کردی جاتی ہیں۔ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جیسے آگ خشک لکڑی کو کھاجاتی ہے' اسی طرح حسد نیکیوں کو کھاجاتا ہے' صدقہ گناہوں کو اسی طرح مٹادیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھادیتا ہے' نماز مومن کے لئے روشنی ہے اور روزہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ۔" (ابن ماجہ)

فارسی کا شعر ہے:

توانم کہ نیازارم دل کسے
حسود راچہ کنم؟ کوز خود برنج درست

یقیناً یہ میرے اختیار میں ہے کہ میں کسی کی دل آزاری نہ کروں لیکن حاسد کا کیا کروں؟ کہ وہ خود بخود مبتلائے رنج والم اور خواہ مخواہ گھٹن میں رہتا ہے۔ شیخ سعدیؒ بھی حاسد پر بڑے چراغ پا ہیں' ان کا کہنا ہے کہ حاسد کو جینے کا حق نہیں' اسے مرجانا چاہئے۔ جب تک اس کو موت نہیں آئے گی وہ اس بلائے ناگہانی سے نجات نہیں پاسکتا ہے' فرماتے ہیں:

بمیر تا برہی اے حسود! کیں رنجیست
کہ از مشقت اوجز بمرگ نتواں رست

اے حاسد بدبخت! تو مرجا' کیونکہ حسد ایسا مرض ہے جس کی تکلیف سے چھٹکارے کا راستہ موت کے علاوہ کچھ نہیں

۲:......بغض رکھنے والے کی زبان قابو میں نہیں رہتی' بسا اوقات بغض رکھنے والے کی زبان مارے دشمنی اور حسد کے قابو سے باہر ہو جاتی ہے' بغض وعداوت کے جذبات سے مغلوب ہو کر کھلم کھلا ایسی باتیں کر گزرتا ہے جو اس کی گہری دشمنی اور چھچھورے پن کا صاف پتہ دیتی ہیں۔ زبان درازی' الزام تراشی' غیبت' چغلخوری' دروغ گوئی اور افشائے راز جیسے جرائم کا مرتکب ہو کر "قد بدت البغضاء من افواههم" کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنے ساتھ احباب ورفقاء مجلس کو بھی ان عظیم گناہوں میں شریک کر لیتا ہے:

"خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے"

۳:......بغض رکھنے والا دوسرے کی عزت سے کھیلتا ہے' بغض رکھنے والا جس سے بغض رکھتا ہے اس کی تحقیر وتذلیل کے درپے رہتا ہے جبکہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو بدترین انسانوں میں شمار کیا ہے' فرمایا:

"کسی انسان کے بدذات ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ذلیل ورسوا کرے۔" (ابوداؤد)

یہی حال استہزاء وتمسخر کا ہے کہ وہ منافقین کا شیوہ اور غیر مہذب لوگوں کا طریقہ ہے' خود باری تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس پر پابندی لگائی ہے۔

۴:......بغض رکھنے والا لڑائی جھگڑے کا ماحول بناتا ہے' کینہ پرور انسان جس سے کینہ رکھتا ہے اس سے خواہ مخواہ اور معمولی معمولی باتوں کو بہانہ بنا کر بلکہ جھوٹے الزام لگا کر لڑائی جھگڑے کا ماحول بناتا ہے' گالم گلوچ کرتا ہے اور موقع ملے تو ہاتھا پائی پر بھی اتر آتا ہے ورنہ کم از کم زبانی دھمکی سے تو چوکتا نہیں۔

آخر ان چیزوں کا اسلامی تہذیب اور شرافت سے کیا جوڑ ہے؟ منافق کی تین مشہور علامتوں میں سے ایک "اذا خاصم فجر" ہے' معلوم ہوا کہ یہ سب حرکتیں بدتہذیبی' فسق وفجور اور نفاق کی نشانیاں ہیں۔

شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہست فاسق راسہ خصلت در نہاد
باشد اول در دلش حب فساد

فاسق کی طبیعت میں تین بری عادتیں ہوتی ہیں' اس کے دل میں فتنہ وفساد کی محبت ہوتی ہے' لڑائی جھگڑے کو کمال سمجھتا ہے۔

خصلتش آزردن خلق خدا است
دور دارد خویش را ازراہ راست

اس کی دوسری عادت خدا کے بندوں کو ستانا اور تیسری عادت یہ ہے کہ وہ راہ راست یعنی زندگی کے اچھے اور سچے اصول سے دور رہتا ہے' جو اچھی بات سمجھائے اسے دشمن سمجھتا ہے:

"ناصحا مت کر نصیحت' دل مرا گھبرائے ہے"

خلق خدا کو خدائے بزرگ و برتر سے وہی نسبت ہے جو کسی انسان کو اپنے کنبہ اور اہل وعیال سے ہوا کرتی ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے' اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیاری وہ مخلوق ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔" (بیہقی' مشکوٰۃ)

لہٰذا خلق خدا کو بالخصوص کسی مسلمان کو ستانا خدائی غیظ وغضب کو دعوت دینا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے: "ملعون من ضار مؤمناً او مکربه" (ترمذی)

جو شخص کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے یا اس کو فریب دے' نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے وہ ملعون و مردود ہے۔ (ترجمان السنہ)

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

بہم بر مکن تا توانی دلے
کہ آہے جہانے بہم برکند

جہاں تک ہوسکے کسی کا دل رنجیدہ مت کرو کہ ایک آہ دنیا کو زیروزبر کر دیتی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

"انسان ہی ہے جو فرشتوں سے بہتر ہے اگر اپنی قوتوں کو امن وسلامتی کا وسیلہ بنائے اور انسان ہی ہے جو سانپ کے زہر اور بھیڑیے کے پنجے سے بھی زیادہ خونخوار ہے اگر امن وسلامتی کی راہ چھوڑ کر بہیمیت اور خونخواری پر اتر آئے۔" (نگارشات آزاد)

اور ایسے لوگوں کے بارے میں شیخ سعدیؒ کی رائے بھی وقیع اور قابل عبرت ہے' فرماتے ہیں:

گاوانِ و خرانِ بار بردار
بہ ز آدمیانِ مردم آزار

ترجمہ: ''بار برداری کرنے والے بیل اور گدھے ایسے لوگوں سے بہتر ہیں جو لوگوں کو ستاتے ہیں۔''

۵:.....بغض رکھنے والا ترک تعلقات کا مجرم ہو جاتا ہے' بغض رکھنے والا ایسی نازیبا' غیر شرعی اور گری ہوئی حرکتیں کرتا ہے کہ شریف انسان چاروناچار اس سے کترانے لگتے ہیں اور یہ خود بھی جس سے بغض رکھتا ہے اس سے دور بھاگتا ہے' تعلقات ختم کر لیتا ہے حالانکہ کسی مسلمان سے نفسانی بغض عداوت کی بنا پر تعلقات ختم کرنا بجائے خود ایک گناہ عظیم اور معاشرہ کے لئے ناسور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے ترک تعلق کو ناجائز اور حرام بتایا ہے۔ ارشاد عالی ہے:

''کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ (ذاتی دشمنی کی وجہ سے) اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ چھوٹ چھٹاؤ رکھے اور جو تین دن سے زیادہ ترک تعلق رکھے اور اسی حالت میں مر جائے جہنم میں جائے گا۔'' (ابوداؤد' نسائی)

اور احادیث طیبہ میں کھلے لفظوں میں بتایا گیا ہے کہ کینہ پرور انسان مغفرت اور بخشش کے خصوصی اور عمومی دونوں مواقع پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے محروم رکھا جاتا ہے اور جب تک دل کو بغض و کینہ کی نجاست سے پاک نہ کرلے اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ بندوں کے اعمال ہفتہ میں دو دن (دوشنبہ' پنجشنبہ کو) بارگاہ خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں' استغفار کرنے والوں کی مغفرت کی جاتی ہے' توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کی جاتی ہے لیکن کینہ رکھنے والوں کو ان کے کینے اور بغض کی وجہ سے لوٹا دیا جاتا ہے جب تک کہ (کینہ پروری کی حرکتوں سے) توبہ نہ کرلیں۔ (طبرانی' الترغیب)

شعبان کی پندرھویں شب میں دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور روئے زمین پر بسنے والوں کے لئے مغفرت کا عام اعلان کر دیا جاتا ہے لیکن چھ بدنصیب ایسے ہیں جو اس موقع پر بھی اللہ کی نظر کرم و باران مغفرت سے محروم رہ جاتے ہیں (۱) مشرک' (۲) کینہ پرور' (۳) رشتہ ناتے کا توڑنے والا' (۴) ٹخنے سے نیچے تک لباس پہننے والا' (۵) والدین کا نافرمان' (۶) شراب کا عادی انسان۔ (بیہقی' الترغیب)

۶:.....بغض رکھنے والا ''شماتۃ اعداء'' کا مریض ہوتا ہے' یعنی جس سے بغض رکھتا ہے اس کے مصائب و تکالیف پر خوش ہوتا ہے جب کہ مذہب اسلام میں کسی کے دکھ درد پر خوش ہونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے' اسلام کی انسانیت نواز تعلیم یہ ہے کہ دشمن کو بھی اگر کسی مصیبت میں گرفتاری دیکھو تو عبرت حاصل کرو' عافیت پر اللہ کا شکر ادا کرو اور کہو: ''الحمدللہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا'' اور نفس امارہ کو سمجھاؤ کہ آج جس اللہ نے اسے دکھ درد' رنج و غم دیا ہے' کل کو وہی اللہ تم کو بھی اس جیسی آزمائش میں مبتلا کر سکتا ہے' اس لئے خوشی کا کوئی موقع نہیں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو' مبادا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں اور تمہیں آزمائش میں ڈال دیں۔'' (ترمذی' الترغیب)

☆☆.........☆☆

عیسائی خاتون کا قبول اسلام

گمبٹ (نمائندہ خصوصی) سونیا بنت یونس مسیح نامی ایک عیسائی خاتون نے گول مسجد سکھر کے خطیب کے ہاتھ پر عیسائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت مولانا نعیم اللہ شیخ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی عہدیداران و کارکنان نے نومسلمہ کو اسلام قبول کرنے پر مبارکباد پیش کی اور دین پر استقامت کے لئے دعا کی۔ اس سلسلے میں محمد نعیم شیخ کی کوششوں کو خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کیا گیا اور ان کے اعزاز میں عشائیہ بھی دیا گیا۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JWEELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 7514972-7531133

اللہ پر بھروسہ

ڈاکٹر محمد محبوب الرحمٰن

ہم جس پُر آشوب ماحول میں سانس لے رہے ہیں وہ دھوئیں کی شام اور شعلے کا سویرا کے نام سے موسوم ہے۔ عقائد پر شیطانیت کا گرد چڑھ رہا ہے' آداب واخلاق' عبادات ومعاملات' امراض' اموات وحیات' ارزاق وتجارات' اقتصادیات ومعاشرت اور دیگر سارے معاملات میں توکل کے بجائے افکار ونظریات نے جگہ لے لی ہیں۔ اہل ایمان لفظی موشگافیوں میں گم ہیں' مصائب وآلام اور مظالم کے بُرے اوقات میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد وبھروسہ رکھنے کے بجائے غوث وقطب' رہبان ونجومی' ساحر ومشعوذ اور بناوٹی پیرومرشد کے دروازے کھٹکھٹائے جاتے ہیں۔ ان کمزوریوں کے اسباب کلام اللہ اور سنت رسولؐ سے قطع نظر کرکے انواع واقسام کے خرافات واوہام میں مبتلا ہونا ہے۔ یقین وتوکل کے سلسلہ میں جہالت عامہ کا سیلاب تمام گھروں کو غرقاب کر رہا ہے۔ صحابہ ومحدثین کرام کے آثار انسانی قلوب میں موجود ہونے کے باوجود انسان اعلیٰ دماغی اور سائنسی اصول کو بنیاد بنا کر مصاحب کی تمام تصویروں کو مٹانے کی پیہم کدوکاش کرتا ہے' لیکن کامرانی قدم بوس نہیں ہوتی' چونکہ توکل کے معاملہ میں عام انسانی ذہنوں کو دیمک لگ چکی ہے۔ انسان اپنے آپ کو اسلامی اوصاف ونظریات سے متصف ہونے کا دعویٰ کرکے اہل ایمان میں شمار کرنے کی جسارت کرتا ہے' اور جب توکل کا مسئلہ رونما ہوتا ہے تو مزاروں پر بیٹھے بھکاریوں کے دربار میں سر جھکاتے ہوئے ایمانی تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے:

"اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اگر تم میں ایمان ہے۔" (سورۂ مائدہ)

"اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔" (سورۂ ابراہیم)

"جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے گا یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔" (سورۂ طلاق)

ایسے اہل ایمان لوگوں کی صفت اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یوں بیان فرمائی ہے:

"اہل ایمان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پگھل جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ایسے لوگ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔" (سورۂ انفال)

اپنی اپنی قوموں کو تمام انبیاء ورسل نے بھی اس کی وصیت کی تھی کہ توحید الوہیت وربوبیت واسماء وصفات جیسے بنیادی عقائد سے منسلک ہوئے بغیر کوئی مومن نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ توکل وایمان ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں' ایمان کے بغیر توکل اور توکل کے بغیر ایمان کا وجود نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

"اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو' اگر تم مسلمان ہو۔" (سورۂ یونس)

"اللہ تعالیٰ ہی مشرق ومغرب کا رب ہے' اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے' لہٰذا اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔"

توکل' ایمان واحسان اور تمام اسلامی اعمال کی اصل ہے' یہ جسم اور سر کی طرح ہے کہ سر کے بغیر جسم کا وجود اور جسم کے بغیر سر کا وجود ممکن نہیں ہے' ایسے ہی ایمان اور اس کے مقامات واعمال توکل کے بغیر ممکن نہیں۔ ضعیف ایمان' ضعیف توکل کو لازم ہے اور جب توکل کو کمزوری لاحق ہوگی تو ایمان کی کمزوری یقینی ہے۔ توکل اس وقت تک ٹھوس نہیں ہوسکتا جب تک ایمان میں استحکام کا وجود نہ ہو۔ (شرح العقیدۃ الطحاویہ' منہاج المسلم' جواہر البخاری وشرح القسطلانی)

آج انسان معاشی مسائل میں انسانوں کے بنائے ہوئے افکار واصول کو کلام اللہ پر ترجیح دیتے

ہوئے نس بندی' آپریشن اور اسقاط حمل کی مختلف دوائیں استعمال کرا کر اللہ تعالیٰ کے قول و کردار کو مجروح کرنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بجائے اپنی مجبودات کو اکتساب رزق کے لئے اصول تسلیم کر رہا ہے۔ حالانکہ کائنات کی پرورش کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"زمین پر چلنے والے جتنے جاندار ہیں' سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ پر ہیں۔" (سورۂ ھود)

"اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں' توانائی والا اور زور آور ہے۔" (سورۂ ذاریات)

"اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی رساں ہے۔" (سورۂ جمعہ)

"اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے گا' اللہ اسے کافی ہوگا" اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالو۔" (سورۂ بنی اسرائیل)

ان ساری آیات پر نظر رکھتے ہوئے انسان کو اپنے عقائد و نظریات میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ روزی رساں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ خلا و زمین اور اندرون زمین کی ساری مخلوقات کو روزی اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔ چرند' پرند' درندے' کیڑے مکوڑے' سانپ' بچھو اور دیگر تمام جانوروں کا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے اور یقیناً وہ روزی زمین کی تہہ تک پہنچاتا ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر اللہ تعالیٰ پر تمہارا مکمل بھروسہ ہو جائے تو یقیناً وہ تمہیں روزی عنایت کرے گا جیسا کہ چڑیا کو روزی دیتا ہے' وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتی ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتی ہیں۔"

چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے' سوتے جاگتے' کھاتے پیتے' کام کرتے وقت الغرض تمام معاملات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے اور بدعقیدگی و بدشگونی سے حتی المقدور پرہیز کرنا چاہئے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی متفق علیہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت کے ستر ہزار ایسے لوگ جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے' گودنا نہیں گدواتے اور فال بد نہیں لیتے ہیں اور تمام معاملات میں صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔"

مصائب کے وقت میں اگر انسان اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے تو اللہ تعالیٰ مصائب سے نجات دلانے کے لئے کافی ہے' اگر چہ دنیا کی ساری طاقتیں نقصان پہنچانے کے درپے ہوں۔ جیسا کہ ابن عباسؓ ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے' فرماتے ہیں:

"میں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے لڑکے! تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو' وہ تمہیں یاد فرمائے گا' جب تم سوال کرو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرو اور مدد مانگو تو اللہ ہی سے مانگو اور یہ عقیدہ رکھو کہ ساری دنیا مل کر تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے تو فائدہ نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے کہ جو رب العالمین نے تمہارے لئے مقدر کر رکھا ہو' ایسے ہی ساری دنیا مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے کہ جو تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہے۔"

(احمد' ترمذی' مشکوٰۃ)

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کے لئے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے' ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی کلمہ آگ میں ڈالے جاتے وقت ادا کیا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے اس وقت ادا کیا تھا جس وقت دشمن محاذ آرائی کے لئے اکٹھے ہو گئے' پھر صحابہ کرامؓ کی اولوالعزمی اور بہادری اور دولت ایمان نے انہیں خوفزدہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے دلوں میں استقامت و ثبات قدمی کے ساتھ ساتھ دولت ایمان کو مستقر کر دیا۔ (ریاض الصالحین)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار دوست کے ساتھ ہجرت کے موقع پر غار ثور میں روپوش ہیں' دشمن قریب تر ہو چکے ہیں' ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ! دشمنوں میں سے کوئی بھی اگر اپنے پیر کی طرف دیکھے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: اے ابوبکرؓ! خوفزدہ نہ ہو' ہمارا مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔ (بخاری شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام اوقات میں' تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل کرنا' اس کی معاونت و نصرت کا طلب گار ہونا قیامت تک پوری امت کے لئے اسوہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی گھر سے سفر پر نکلتے تو فرماتے:

"بسم اللہ توکلت علی اللہ
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔"

"میں سفر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے نام سے شروع کررہا ہوں اور تمام تر تصرفات وقوتوں کی مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔" (ترمذی)

فائدہ: اس دعا کو اپنانے والے ہر مسافر سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ہدایت دی گئی' تمہاری کفایت کی گئی اور تمہاری تمام سفری شرور وفتن سے حفاظت کی گئی اور شیطان اس سے دور رہتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک بار یہ نصیحت فرمائی کہ جب تم بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو کہو:

"اے اللہ! میں نے اپنی جان کو تیرے حوالہ کردیا اور اپنا چہرہ تیری طرف پھیرلیا اور اپنا معاملہ تجھے سونپ دیا اور اپنی پیٹھ کو رغبت خوف کے ساتھ تیری طرف پھیردیا' تیرے سوا کوئی پناہ ونجات کی جگہ نہیں' میں تیری کتاب' تیرے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا' اگر آج کی رات موت دے تو اسلام پر دے۔"

(بخاری' مسلم' ریاض الصالحین)

اس کے علاوہ صحیح بخاری کتاب قیام اللیل کے تحت متعدد حدیثیں ایسی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے نبیؐ رات کو تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو مذکورہ دعا کی طرح متعدد دعائیں پڑھتے اور اپنے سارے معاملات صبر وثبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتے' صحابہ کرامؓ بھی اپنے سارے معاملات میں اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرتے تھے اور یہ طریقہ تمام اتباع سنت کے لئے قیامت تک کامیابی کا ضامن ہے۔ عقائد ومعاملات کے تمام پہلوؤں کو توکل وایمان سے جوڑ کر اس مختصر سے مضمون میں واشگاف نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بالجملہ انسان کو شرکیات میں سے خاص طور سے شرک فی العبادات' شرک فی التصرفات اور شرک فی المعاملات وغیرہ سے مکمل اجتناب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے تمام تر مسائل میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ پر جو بھی بھروسہ رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا۔ دور حاضر میں دشمنوں سے نجات پانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اپنانا چاہئے اور اسی میں کامیابی ہے۔

☆☆..........☆☆

امتناع قادیانیت آرڈیننس اور ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم یا خاتمے کی کوششیں ناکام بنادی جائیں گی: علمائے کرام

کراچی (نمائندہ خصوصی) امتناع قادیانیت آرڈیننس اور ناموس رسالت کے قانون کے خاتمے یا ان میں ترمیم کی تمام کوششیں ناکام بنادی جائیں گی۔ علمائے کرام اور مسلم عوام کسی قسم کے غیر شرعی معاہدے کی پاسداری نہیں کریں گے۔ قادیانیوں کو تقویت پہنچانے والے معاہدات کی حیثیت امت مسلمہ کے نزدیک دو کوڑی کی نہیں ہے۔ افہام وتفہیم کے نام پر مدارس اور اسلامی تنظیموں کو غیر شرعی کاموں پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کے خلاف مغربی ممالک کو بھڑکایا ہوا ہے جس کے اثرات ناموس رسالت کے قانون اور دیگر اسلامی قوانین میں ترمیم کے مغربی مطالبات کی شکل میں سامنے آرہے ہیں۔ مغربی ممالک قادیانیوں کی سرپرستی کرنا اور انہیں سیاسی پناہ اور تحفظ فراہم کرنا چھوڑ دیں۔ مغرب کی جانب سے قادیانیوں اور دیگر اقلیتوں کو بعض غیر آئینی حقوق کی فراہمی اور تبلیغ کی مکمل آزادی دینے کے مطالبات کی علمائے کرام اور امت مسلمہ بھرپور مخالفت کرتے ہیں۔ اقلیتوں کو وہی حقوق دیئے جائیں گے جو اسلام نے انہیں دیئے ہیں اور پاکستان میں بسنے والی تمام اقلیتوں کو آئین کے تحت وہ تمام مذہبی حقوق حاصل ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد' ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مفتی محمد جمیل خان' صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا سید حماد اللہ شاہ اور دیگر نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ دیگر مذاہب کے حقوق کے حصول کی آڑ میں قادیانیوں کو تقویت پہنچانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس اور توہین رسالت کے قانون کو نشانہ بنانے کیلئے مختلف مذاہب کے درمیان معاہدات کا چرچا کیا جارہا ہے۔ ان اسلامی قوانین کو ختم کرنے کی ہر کوشش کے خلاف سخت مزاحمت کی جائے گی۔ قادیانیوں کو ایسے معاہدات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی قطعاً اجازت نہیں دی جائے گی۔ قادیانیوں کی حیثیت مرتد کی ہے اور اسلامی مملکت میں مرتد کو اپنے عقائد ونظریات کو پھیلانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ توہین رسالت کا قانون ایک اسلامی قانون ہے اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے بنایا گیا ہے۔ جس مذہب سے تعلق رکھنے والا فرد بھی توہین رسالت کا ارتکاب کرے گا اس کے خلاف اسلامی قوانین کے تحت اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے دہشت گردی کا ڈھونگ رچایا گیا ہے۔ مدارس کے خلاف انتہاپسندی کے الزامات بے جا ہیں۔

اوصافِ نبوت اور مرزا قادیانی

گل فروز

آج میں آپ حضرات کے سامنے جس موضوع پر لب کشائی کرنے کی جسارت حاصل کررہا ہوں' وہ اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی کے عنوان سے معنون ہے۔

قارئین محترم! جب تاریخ عالم کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ روز اول سے یہ قانون رہا ہے کہ کسی بھی منصب پر فائز ہونے کے لئے ایسے اوصاف کا ہونا ضروری ہے جو اس منصب کے شایان شان ہوں' نبوت کا منصب اور رسالت کا مرتبہ تمام مناصب سے بلند و بالا اور ارفع واعلیٰ ہے' اس لئے ضروری ہے کہ نبی اعلیٰ اوصاف و کمالات کا مجموعہ ہو' اجلے کردار اور نکھری گفتار کا مالک ہو' اس کے معاملات کھرے ہوں' غرضیکہ اس کی زندگی کا ہر لمحہ' ہر گوشہ انسانیت کے لئے مشعل راہ ہو' لیکن اگر دعویٰ نبوت کا ہو اور اخلاق نہ ہوں' دعویٰ نبوت کا ہو مگر کردار کا غازی نہ ہو' دعویٰ نبوت کا ہو مگر معاملات حسنہ کا مالک نہ ہو تو ایسا شخص دجال تو ہوسکتا ہے' کذاب تو ہوسکتا ہے لیکن رب کا نبی نہیں ہوسکتا۔

محترم قارئین! نبوت کا پہلا وصف یہ ہے کہ نبی کامل العقل ہوتا کہ وحی الٰہی کو سمجھنے میں غلطی نہ کرے جبکہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنی کتاب سیرت المہدی میں لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی دائیں اور بائیں جوتے میں فرق نہیں کرسکتا تھا' جب ایک شخص دائیں بائیں جوتے میں تمیز نہ کرسکے تو وہ معاشرے کا کم فہم ترین شخص تو ہوسکتا ہے' کاٹھ کا الّو تو ہوسکتا ہے مگر رب کا نبی نہیں ہوسکتا۔

نبوت کا دوسرا وصف یہ ہے کہ نبی کامل الحفظ ہوتا کہ وحی الٰہی کو مکمل یاد رکھ سکے مگر مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ مجھے مراق کا مرض ہے' جسے مراق کا مرض ہو وہ کائنات کا نالائق ترین شخص تو ہوسکتا ہے مگر رب کا نبی نہیں ہوسکتا۔

نبوت کا تیسرا وصف یہ ہے کہ نبی کامل العلم ہو مگر مرزا قادیانی کے علم کا یہ حال تھا کہ صفر کو اسلامی سال کا چوتھا مہینہ کہتا تھا جو اسلامی مہینوں کی ترتیب نہ جانتا ہو' وہ انگریز کا ٹاؤٹ' ایجنٹ اور چیلا تو ہو سکتا ہے مگر رب کا نبی نہیں ہوسکتا۔

محترم قارئین! جب اوصاف نبوت کی کسوٹی پر مرزا غلام احمد قادیانی کے کردار کو پرکھ لیا گیا تو پھر میں اس بات کے کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا بلکہ دو قدم آگے بڑھ کر ڈنکے کی چوٹ پر' ببانگ دہل' بر سر عام یہ اعلان کرتا ہوں کہ فتنہ قادیانیت لومڑی سے زیادہ عیار ومکار' گرگٹ سے زیادہ رنگ بدلنے والا' اونٹ سے زیادہ کینہ پرور' کتے سے زیادہ بھونکنے والا' بچھو سے زیادہ نیش زن' سانپ سے زیادہ زہریلا' پاگل ریچھ سے زیادہ خطرناک اور خنزیر سے زیادہ غلیظ اور بے عزت فتنہ ہے۔

میرے بھائیو! یہ فتنہ پھیلنے کی کوشش کررہا ہے' ستمبر 2003ء کے قادیانی اخبار الفضل نے لکھا ہے کہ اس وقت دنیا میں قادیانیوں کی تعداد 17 کروڑ ہے اور قادیانی جماعت کے دفاتر 175 ملکوں میں قائم ہیں' اگرچہ یہ دعویٰ غلط ہے مگر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ فتنہ پھیلنے کی کوشش بہرحال کررہا ہے' اس فتنے کو روکنے کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ نہیں آئیں گے' اس فتنے کو روکنے کے لئے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نہیں آئیں گے' اس فتنے کو روکنے کے لئے حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نہیں آئیں گے بلکہ اس فتنہ کو مجھے اور آپ کو روکنا ہے۔

اے مسلمان! بہت سو چکا' اب بیدار ہوجا' بہت لٹ چکا' اب ہوشیار ہوجا' جہاد کا علم لہرا کر اٹھ' جذبہ شہادت لے کر اٹھ اور اطراف عالم کی فضاؤں میں لا نبی بعدی کا پرچم لہرا کر یہ اعلان کردے کہ:

جو ختم نبوت کا طرفدار نہیں ہے
لاریب وہ جنت کا سزاوار نہیں ہے
جو چپ رہے سن کر اسلام کی توہین
بے شرم ہے' بزدل ہے وہ خوددار نہیں ہے

☆☆.........☆☆

عالمی مجلس
تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 514122-583486 فیکس: 542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کراکے مرکزی رسید حاصل کرسکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ